الاخلاق

جسمین

اختصار کے ساتھ فن اخلاق کے تمام ضروری اصول وارکان
واضح اور سلیس عبارت مین لکھے گئے ہین

از

جناب مولوی حافظ سیّد محبّ الحق صاحب ر. ن عظیم آباد
مصنف میلاد النبی، دعوۃ الحق، مسئلہ با وغیرہ

در مطبع اخلاقی پریس بانکی پور محلہ بہو طبع شد

انتساب

بنام نامی جناب آنرایبل مسٹر اے ارل
سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ہوم سکریٹری گورنمنٹ
آوف انڈیا جو اخلاق میں اپنا آپ نمونہ اور اس حیثیت سے
آپ ایسی مثال ہیں جن کی اخلاقی تصویر کی یہ رسالہ
الاخلاق عکسی تصویر اور جن کی عملی صورت
میں یہ رسالہ عملی سوانح عمری ہے۔ حسب اجازت
جناب ممدوح یہ رسالہ منسوب کیا گیا ہے۔ خدا
اسے قبول کرے۔ اور طلبا کو اس سے مستفیض کرے

فہرست مضامین کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان بے تربیت حیوان ہے اور تعلیم بے تربیت خطرناک ہے اگر کسیکو تعلیم دو اور تربیت نکرو تو وہ برائیون کی ایسی ایسی راہین نکالے گا کہ دنیا تنگ اور عاجز ہو جائے گی۔

موجودہ تعلیم بے تربیت ہے اس لیے خطرناک ہے۔ اگر گھرون کی ناتمام تربیت کا بھی موقع نہ ملتا تو اور زیادہ خطرناک ہو جاتی۔ جسکی اب امید کرنی بیجا نہین ہے۔

اسلیے ضرورت ہے کہ بچون کے اخلاق و تربیت کی طرف توجہ کیجائے خصوصًا بورڈنگ سسٹم جاری ہونیکے بعد کیونکہ بورڈنگ مین لڑکونکو لڑکون ہی کی صحبت ملتی ہے اور اُنکی اخلاقی تربیت کی راہ بالکل مسدود ہے۔

اس ضرورت پر مجھے کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ یہ وہ ضرورت ہے جسپر اُن سب لوگون کا اتفاق ہے جو زمانہ شناس تجربہ کار

اور دور اندیش ہین ۔
اِسی ضرورت نے مجھے مجبور کیا کہ مین علم اخلاق پر اک رسالہ لکھون جو بچون کے لیے مفید اور انسان کو انسان بنانے کا کامیاب ذریعہ ہو۔
مگر اسمین چند دقتین پیش آئین ۔ ایک تو یہ کہ اگر مین اخلاق کی کل باتون کو لکھون اور سمجھانے کے لیے مفصل لکھون تو شمس العلما مولوی ذکاءاللہ خان بہادر کی تصنیفون کی طرح اسکی بھی تین بڑی بڑی جلدین ہو جائینگی جو کتب بینی کے کام کی تو ہونگی مگر بچون کے مرض کی دوا نہ ہونگی اُن کو اسکولی زندگی مین اُن کتابون سے فائدہ اُٹھانا درکنار اُن کے ایک دفعہ پڑھ جانے تک کا موقع نہ ملیگا۔
دوسرے یہ کہ اگر مین گلستان بوستان کے طرز پر لکھون تو مین کتنی ہی کچھ لکھون گا اخلاق کے ضروری ابواب کچھ نہ کچھ رہ جائین گے ۔ قصے اور حکایتون سے دلچسپی تو پیدا ہو گی مگر اُس سے اخلاقی امراض صحیح نہ ہوسکین گے ۔ گلستان کون نہین پڑھتا مگر اس سے کتنے بنے ۔ اگر ایک باب مین نے عشق پر لکھا یا توکل و قناعت پر تو بچے کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ فطرت کے رو سے اُسپر کس کے کیا کیا حقوق ہین اور اُسکے بارہ مین اخلاق کیا کیا رہنمائی کرتا ہے ۔
تیسرے وقت اُن سب سے دشوار یہ نظر آئی کہ مین اخلاق کی کتاب کسی طرز پر لکھون مگر اُس سے اخلاق کا درست ہونا دشوار ہے اخلاق تعلیم سے

نہین سنورتے بلکہ اسکے لیے ضرورت ہے تربیت کی۔ تعلیم بے تربیت فلسفی اور طوطے والے کی نقل بن جائے گی۔

جیسے اک چڑیمار، رسی تان کر جسمین نرکل کے تیلیان پروئے ہوے تھین شکار کا منتظر بیٹھا تھا اُدھر سے ایک فلسفی گذر انکلیا دیکھتا ہے کہ طوطے آئے پھندے پر بیٹھے۔ بیٹھے ہی تھے کہ نرکل کی تیلیان اُلٹ گیئن اُسکے ساتھ طوطے بھی اُلٹ گئے۔ اب اُلٹے ہوے لٹک رہے ہین اور چیخ رہے ہین چڑیمار گیا اور اُسنے نہایت آسانی سے سب کو پکڑ لیا فلسفی کو طوطون کی جہالت پر افسوس آیا اُسنے سب طوطون کو چڑیمار سے خرید لیا۔ اور سال دو سال کی محنت مین اُنکو خوب پڑھایا کہ " ہم پر دار جانور ہین چڑیمار کے پھندے پر کبھی نہ بیٹھینگے اور بیٹھینگے تو چنگل چھوڑ کر اُڑ جاوین گے " جب یہ کلمہ سب کو خوب یاد ہو گیا تو طوطون کو اُس نے اُڑا دیا کہ اب یہ سیکھ چکے اور ون کو بھی یہ جا کر سکھ[illegible]ین گے اور اب یہ طوطے کبھی چڑیمار سے شکار نہون گے۔ چند دنوں کے بعد وہ فلسفی پھر اُسی طرف جا نکلا۔ دیکھتا کیا ہے کہ وہ چڑیمار پھر پھندہ ڈالے بیٹھا ہے۔ فلسفی دل مین ہنسا کہ اب اُس چڑیمار کو کیا ہاتھ آئے گا۔ اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ طوطے آئے اُسیطرح بیٹھے الٹے لٹکے اور چیخنے لگے کہ " ہم پر دار جانور ہین چڑیمار کے پھندے پر نہ بیٹھینگے اور بیٹھینگے تو چنگل چھوڑ کر اُڑ جائین گے " مگر نہ چھوڑتے ہین نہ اُڑتے ہین۔

اخلاق کی کتابون کو پڑھ کر بھی یہی ہوگا کہ اچھا یا برا کہتے تو رہین گے مگر
کرینگے وہی جیسی انکی جبلت یا تربیت ہوگی۔ بچے کیا بڑے بوڑھون کا
یہی حال ہو کہ وعظ اور اسپیچ مین سب کچھ کہ جاتے ہین مگر سننے والے کیا خود
وہ انھین برائیون مین مبتلا ہوتے ہین جنسے منع کرنے کو وہ کھڑے ہوے ہین
وجہ کیا؟ اخلاق تو پڑھا مگر اخلاقی تربیت نہین پائی۔

اخلاقی تربیت تو اچھی صحبت سے ہوتی ہے اور ایسی صحبت میسر ہونی جس سے
اخلاقی تربیت بچون کو نصیب ہو مشکل اور سخت تر مشکل ہے۔

ان وقتون نے مجھے متوجہ کیا کہ جس حد تک مین اس مشکل کو حل کر سکون
حل کرنے کی کوشش کرون اور کوئی ایسی راہ نکالون کہ اخلاقی تعلیم
اخلاقی تربیت کا بھی کام دے اگرچہ یہ اک نئی بات اور سخت مشکل کام ہے
بہت بچپنے مین جب تک کافی سمجھ حاصل نہ ہو اخلاق کی کتابون سے
کچھ حاصل نہین ہو سکتا مثلاً فورتھ کلاس تک کے لڑکے اخلاق جو کچھ
سیکھین گے وہ مان باپ کی گود مین کتاب سے وہ جو کچھ پڑھین گے
وہ اسی فلسفی کے طوطون کی طرح۔ اس لیے مین یہ رسالہ فورتھ کلاس
کے اوپر کے کلاسون کے لیے لکھتا ہون۔ بارہ تیرہ برس کا سن اس
لائق ہو سکتا ہے کہ وہ سمجھ سے کام لے اور کتاب اسکو فائدہ پہونچاے
گویا سمجھ آنے کے بعد سے یہ رسالہ اسوقت تک کام دیگا جب تک
لڑکون کی تحصیل کی زندگی رہیگی۔ کیونکہ مین نے اخلاق کی فہرست نہین دی

بلکہ اخلاق کی تربیت میرا مقصد ہے - مین نے تعلیم سے تربیت اخلاق کی یہ اک صورت نکالی ہے -

جیسے اک مسلم اصول یہ ہے کہ اخلاق تربیت سے درست ہوتے ہین اور تربیت صحبت سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ صحبت مین اثر ہے اور نہایت قوی اور پوشیدہ اثر ہے ویسا ہی اک اصول یہ بھی ہے کہ جو بات اپنی سوچی ہوئی اور اپنی دریافت کی ہوئی ہوتی ہے وہ بات اپنی ہو جاتی ہے اسی کے ساتھ اگر اُسکا چرچا ہے تو یہ دونون ملکر صحبت کا کام دینگے کیونکہ سوچ سے دماغ اثر پذیر ہوگا اور اُسکے چرچے سے وہ اثر قوی ہوگا اور رفتہ رفتہ یہ دماغ کی کایا پلٹ دیگا - اور اسطرح وہ رفتار گفتار مین پندار و کردار مین وقت وقت پر ٹھکرانے والا اور تربیت کرنے والا ہوگا - مین نے یہی طریقہ اختیار کیا جس سے ساری دقتین آسان ہوگئین -

مین نے مناسب خیال کیا کہ چونکہ بچے فہرست پڑھانے کے اخلاق کا اصول بتانا چاہیے اسکے بعد اصولی تقسیم یعنی ارکان اخلاق بتانا چاہیے یہ تو اخلاق کی تعلیم ہوئی اب اسکی تربیت یون کرنی چاہیے کہ اصول اخلاق کے جو فروع ہین وہ اُنکو ماہانہ اور سالانہ امتحانون مین بطور ایک سبجکٹ کے اونہین کے اصول کے احاطہ کے اندر اور مطابقت کے ساتھ لکھنے کو دیے جایا کرین کہ وہ سمجھین اور سمجھائین - اسطرح اُنکو خود غور کرنا پڑیگا

اور اسکا چرچا ئین پھیلے گا اور اسطرح اخلاق کی باتین اُنکی اپنی ہوتی جائینگی اور اصول مشق ہوتے ہوتے اُن کے خون مین تیرلیگا اور ہوسکتا ہے بلکہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ یہ قدم قدم پر اُنکا رہنما بھی ہو۔ تربیت اخلاق کی خصوصًا اسکولون مین اور سیکڑون لڑکون کے لیے یہی ایک صورت نکل سکتی ہے اگر نکل سکتی ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ مین اصول اخلاق کو بیان کرون پہلے یہ سمجھا دینا مناسب ہے کہ اخلاق کیا چیز ہے۔ اسکی ضرورت کیا ہے اور یہ کیون اچھا سمجھا جائے۔

اخلاق

جتنی مخلوق دنیا مین دیکھی جاتی ہو وہ تین حال سے خالی نہین ہے یا تو اُن مین ارادہ و اختیار نہین ہے اُنھین جمادات کہو۔ وہ کارخانۂ قدرت کی کلین ہین کہ چلائی گئین اور چل رہی ہین۔ جس کام کے لیے وہ بنائی گئین ہین اُن سے وہ کام ناگزیر طور پر انجام پا رہا ہے۔
یا ایسی مخلوق ہے جنمین ارادہ ہے مگر اختیار نہین۔ جیسے حیوان ان پر انکے ارادہ کی حکومت ہے ارادہ جدھر چاہتا ہے انہین لیے پھرتا ہے وہ اپنے ارادہ سے مجبور ہین۔ انہین اپنے ارادہ پر کوئی اختیار نہین۔

ارادہ اور اختیار مین فرق ہو جو ارادہ عقل و تمیز کے بعد کام مین لایا جاے

وہ اختیار ہے۔

یا ایسی مخلوق ہو جن مین ارادہ و اختیار دونون ہے جیسے انسان۔

یہ ظاہر ہے کہ انسان ایک حدتک کرنے نہ کرنے کا مختار ہے ہان اپنی حد سے باہر مجبور ہے۔ وہ چل سکتا ہے دوڑ سکتا ہے مگر اُڑ نہین سکتا مین مختار ہے اسمین مجبور۔

قدرت و اختیار بادشاہ کی خاص چیز ہے پھر جسکو یہ خاص چیز عنایت ہو وہ اپنے کو بادشاہ کا خلیفہ کیون نہ کہے اسلیے انسان نے اپنے آپ کو خلیفتہ اللہ سمجھا کہ اُسکو ساری مخلوق پر دسترسی کا اختیار دیا گیا اور انسان پر کسی کو نہین

جس کسی کو تم اختیار ہی نہ دو تو اُس سے باز پرس کیا کرو گے۔ اختیار ملا ہے تو اختیار دینے والا باز پرس بھی کرے گا اسلیے یہ اک نعمت ہے تو یہ باز پرس اور جوابدہی کا کام بھی ہے۔ تمکو اپنی جوابدہی اور اپنے فرائض سے ہوشیار رہنا چاہیے جیسے گورنمنٹ بڑے لاٹ صاحب اور چھوٹے لاٹ صاحب کے ساتھ یہ انعام واکرام اور یہ عزت و احترام پیش آتی ہے تو اُن سے اُن کے اختیارات کے اندر باز پرس بھی کرتی ہے اور فوجی سوال ہو تو فوجی افسر سے۔

اب اِس اختیار کو تمنے اچھے کامون مین لگایا تو تمھاری کارگذاریون کا انعام ملے گا اور بُرے کامون مین لگایا تو تمھاری

کوتاہی کی سزا اُنکو برداشت کرنی پڑیگی۔

اگر اس اختیار مین ہمکو مطلق العنان کرکے چھوڑ دیا جاے تو دنیا تہ وبالا ہوجاے اسلیے اسکو قانون عقلی کا پابند کردیا اور عقل وتمیز اسی لیے عنایت ہوئی۔

جو اختیار قانون عقلی سے باہر ہو وہ اختیار نہین ارادہ ہے جو حیوان کو عنایت ہوا ہے اور جو اختیار عقل وتمیز کے احاطہ کے اندر رہے وہ اختیار ہے۔ ارادہ کیا اور کر بیٹھے یہ حیوانیت ہے۔ ارادہ ہوا پھر اسکو عقل وتمیز نے اچھا یا برا بتایا۔ اچھے کو کیا برے سے رُکے۔ یہی حسن اخلاق ہے۔ عقل وتمیز اچھی بری کا تفرقہ کرتی ہے اسی قانون عقلی کی تعمیل کا نام انسانیت رکھا گیا ہے اور اسی کے خلاف کرنے کا نام حیوانیت ہے ترقی کوئی جھول نہین یا کسی ڈگری کا گون نہین کہ بدن پر ڈال لو اور ہوگئی انسان کی ترقی حیوانیت سے نکل کر عقل وتمیز کے دائرے مین آجانا ہے دولت وثروت جاہ وحشمت مین ترقی دولت کی ترقی ثروت کی ترقی اور جاہ وحشمت کی ترقی ہے انسان کی ترقی انسانیت مین ترقی کرنا اور یہی تمھاری ساری ترقیون کی جڑ ہے اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ ہمکو فن اخلاق کی [illegible] کی ضرورت کیون ہے

اسیطرح آزادی یہ نہین ہے کہ جو چاہا وہ کہہ بیٹھے جو چاہا وہ کر بیٹھے مویشیون کی طرح جسکے کھیت مین چاہا جا پڑے بلکہ حیوانی خواہشون کی قید وبند سے آزادی حاصل کرنی اصل آزادی ہے اسلیے وہ انسان

جسمین انسانیت ہو یعنی خوش خلق ہو وہ آزاد ہے - یہ ہین اخلاق
کے اچھے سمجھے جانیکے وجوہ اسکو واقعات سے ملا کر دیکھو -
بڑے بڑے بادشاہ ہوے جنکا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا - اور جنکا
نام رہا بھی تو وہ مردون مین شمار ہوے لیکن وہ جو انسانیت کے پتلے
تھے جو عقل و تمیز اور اخلاق و انسانیت کی مجسم تصویرین تھین اُنکا
آج بھی دنیا مین زندون سے بڑھ کر چرچا ہے - وہ مرے نہین اُنکا
نام بلکہ اُنکا کام آج بھی زندہ ہی آج بھی وہ انسانیت کے نمونہ انسانیت
کے ہادی اور مرجع خلایق ہین جنکی پیرو زندون سے بڑھ کر لاکھون مخلوق ہے
یہان سے سمجھو کہ انسان کیا ہے اور انسانیت کیا ہے اخلاق کیا ہے
اور اسکی ضرورت کیا ہے اور یہ کیون اچھا سمجھا جاتا ہے -
اسی انسانیت کا نام اخلاق ہے جسکا جیسا اور جس درجہ کا اخلاق
ہے وہ ویسا انسان ہے اور بد خلق جس صفت کا وہ بد خلق ہے
اُسی صفت کا وہ حیوان ہے - اگر انسان بنا چاہتے ہو تو اختیار کی راہ
عقل و تمیز کی روشنی مین طے کرو اور انسانیت اور اخلاق سیکھو -
ایسے اخلاق جو ہماری فطرت ہو جائین اسکے لیے ضرورت ہے اچھی
صحبت کی صحبت مین عجیب تاثیر ہوتی ہی مبارک ہی وہ جسے یہ نعمت میسر آئے
صحبت کی قوت دیکھو کہ عقل بھی با این پاکیزگی و بیدارگی صحبت ہی کے
اثر سے طریقہ خاندان - رسم و رواج اور ملک و ملت سے مغلوب ہو کر

متعصب ہوجاتی اور ٹھوکرین کھاتی ہے جب عقل بے راہ ہوجاے
تو پھر بناہ کی صورت نہین رہتی اسی لیے ضرورت ہوئی مذہب کی
اور اسی لیے لوگون کو اخلاق کی باگ مذہب کے ہاتھ مین دینی پڑی
کیونکہ مذہب نہ صرف سراسر عقل ہے بلکہ رسم اور تعصب کی بیخ کنی کرتا
ہے جب تو مذہب اپنی دعوت کی آواز بلند کرتا ہے۔

اخلاق کے متعلق قریب قریب سارے مذہبون کی ایک آواز ہے
اگرچہ طرز ادا مین تھوڑا بہت اختلاف ہو۔

چونکہ مجھے یہ رسالہ مذہب سے الگ ہوکر لکھنا ہے اسلیے مین عقلی ہی حدود
کے اندر تقریر کرونگا اور چونکہ ہر مذہب کی بنا اخلاق پر ہے اس لیے کوئی
مذہب اِس سے مخالف بھی نہ ہوگا اور اس لیے کسی مذہب کا آدمی
جو اِس رسالہ کو پڑھے گا وہ اِس سے فائدہ مند ہوگا

مینے اخلاق کو بتایا کہ اخلاق کیا چیز ہے۔ اِسکی ضرورت کیا ہے
اور یہ کیون اچھا سمجھا جاتا ہے۔

اصُول اخلاق

جو قوتین خدانے تمکو دی ہین اُنسے وہی کام لو جس کام کے لیے وہ
تمھین دی گئی ہین یعنی ہر قوت کے جو فرائض مقرر کئے گئے ہین اُن کو
انجام دینا یہی اصول ہے۔ اس اصول کو بھولنا نہین۔ اِسکو خوب
یاد رکھنا اِسپر غور و فکر کرنا اور اِسکے تمام جزئیات مطالعہ کرنا۔

ایک لکڑہارے کے ہاتھ مین کلہاڑی ہے اوسے باغ مین چھوڑدو تو اس سے تمھارا کیا مطلب ہوگا یہی نا؟ کہ وہ لکڑیان کاٹے اور اُنسے بیچکر اپنا پیٹ پالے۔ اگر وہ اُس کلہاڑی سے وہ کام نہ لے لکڑیان کاٹنے کے عوض مین اپنے ہی ہاتھ پانُون کاٹے تو وہ اپنی جان کا نقصان کریگا اسیطرح تم دیکھو کہ تم دنیا کے باغ مین چھوڑ دیے گئے ہو اور تم بھی بغیر کچھ حاصل کیے جی نہین سکتے۔ ساتھ اِسکے حاصل کرنے کے اوزار بھی تمھین دے گئے ہین تو اگر اُن اوزارون سے تم کام لوگے اور وہی کام جس کام کے لیے وہ تمھین ملے ہین تو تم فائدے مین رہوگے اور اگر نامناسب طریقہ سے کام لوگے تو گھاٹے مین رہوگے

اب یہ دیکھو کہ خدا نے کیا کیا چیزین تمھین دی ہین اور کس کس کام کے لیے۔ اگر تم اپنی صفتون اور قوتون پر غور کرو اور اُسکی غرض اور اُسکے مصرف پر توجہ کرو تو تم اپنے آپ مین اُسکے مصرف کا اختیار پاؤگے کہ چاہو تم اُس صفت کو کام مین لاؤ یا نہ لاؤ۔ بیکار کردو یا بے جگہ صرف کردو۔ وہین پر عقل [illegible] تمھین [illegible]ئے گی کہ ان صفتون یا قوتون کا اصلی مصرف کیا ہے۔

مثلاً تم نے غور کیا تو تم نے دیکھا کہ خدا نے تمھین دل دیا۔ دماغ دیا۔ حواس دیے جذبات دیے انکے مصرفون کی تمیز کے لیے عقل دی اور انکو کام مین لانے کے لیے محدود اختیار بھی دیے۔

دل و دماغ دیا اُسمین ہزارون طرح کی قوتون کے خزانے چھپائے اور تمھین اُس خزانے کا اختیار دیا کہ تم اپنے کو سمجھو خدا کو سمجھو کائنات کی ہر چیز پر غور و فکر کرو اُسکی حقیقت کو سمجھو اور دنیا مین ہزارون طرح کی قوتین تاثیرین اور ہزار طرح کی نعمتین جو تمھارے ہی لیے رکھی گئی ہین اُنکو دریافت کرو اور دین و دنیا کا باغ جو خدا کا لگایا ہوا ہے اُسکو آراستہ کرو۔ یہی کنجی ہے جس سے سارے علوم و فنون کے قفل کھل سکتے ہین دل و دماغ اس لیے نہین دیے گئے کہ تم اُنکو بیکار کرو یہ باد کرو۔ یا ان سے کسی بُرائی کی نیت کرو۔ کسی فساد کی راہ سوچو ایسا کرو گے تو اُس لکڑہارے کی طرح تم خود اپنا ہاتھ پانون کاٹوگے اور اس سے خدا کا لگایا ہوا باغ اوجڑ جائیگا تمکو خدا نے آنکھین دین کہ تم ٹھوکرون سے بچو۔ اپنی حفاظت آپ کرسکو دنیا دیکھو۔ تجربات و تحقیقات کا ذخیرہ بہم پہونچاؤ جسکو علم کہتے ہین جو خدا کو پانے کی سیڑھی ہے اور انسان بننے کا تمغہ جو سارے عالم کی روشنی اور ساری دنیا کا [illegible] رہے۔

اسیطرح اُسنے تمھین کان دیے کہ تم خود نہین تو دوسرون سے سہی سُن سُنا کر وہی فائدہ حاصل کرو جو تم دیکھ کر حاصل کر سکتے تھے۔ ابنائے جنس کا دکھ سنو۔ دکھ سن سکتے ہو دیکھ نہین سکتے۔ آنکھ اور کان تمھین اسلیے نہین دیے گئے کہ تم بری نیت سے تاکو۔ کسی کو

بری آنکھون دیکھو - کانا پھسکیون مین کان لگائے رہو یا ایسی باتین سُنو جو تمھین نہ سننا چاہیین -

اگر تمنے ان کو انھین مصرفون مین خرچ نہ کیا جس کے لیے یہ تھین دیے گئے ہین تو یہ خلاف مصرف کام لینا تمھارا اپنے پاؤن پر آپ کلھاڑی مارنا ہوگا -

ایسے ہاتھ پاؤن یا ایسی آنکھ اور کان جن سے تم سو طرح مصیبت مین پڑو اُنکا کٹوا دینا اُنکا نکلوا دینا بہتر کیونکہ تمھارا ایک عضو سڑ جائے تو اوسے تم کٹوا دیتے ہو کہ سارا جسم تو نبچے - مگر دیکھو اُس لکڑہارے نے اگر لکڑی کے بدلے اپنے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے تو یہ اُس کی کلھاڑی کا قصور نہ تھا ویسے ہی جو غلطی تمھاری آنکھ اور کان ہاتھ اور پاؤن سے سرزد ہو وہ غلطی اُنکی نہین تمھاری ہے تم نے اپنے اعضا سے جیسا کام لیا ویسا کام اُنھون نے دیا - اسلیے تم اپنی اصلاح کرو اپنے دل و دماغ کا معالجہ کرو - بُرائی یا بھلائی تو تم کرتے ہو تمھاری صفتین تمھاری قوتین تمھارے [illegible] یہ سب تو تمھارے کام کرنے کے اوزار ہین - اپنے اوزار کو اُنھین کامون مین لگاؤ جن کامون کے لیے وہ تمھین ملے ہین یہ اخلاق ہوگا اور اُنکی بے راہ روی بداخلاقی ہوگی عقل و تمیز ہر چیز کا مصرف بتا رہی ہے -

علے ہذا القیاس - جذبات تمکو ملے - جوش دیا اِسکو غصہ نہ بناؤ -

رحم دیا اسکو بیجا صرف کرکے ظلم نہ بناؤ۔ محبت کو شہوت۔ ولولۂ شباب کو ترنگ نہ بناؤ۔ طلب کو حرص خواہش کو ہوس نہ بناؤ۔ غرض اپنی قوتون کو نہ اپنے مٹانے مین صرف کرو نہ کسی کے مال و جاہ کے چھیننے مین نہ کسی کی عزت و ناموس کے برباد کرنے مین نہ کسی کو اور طرح سے نقصان پہونچانے مین۔

یہ مین نے تمکو اصول اخلاق سمجھانیکے لیے مثال دے دے کر سمجھایا ہے کسیقدر سلسلۂ اخلاق سمجھا دینا بھی نامناسب نہوگا تاکہ واضح ہو کہ اخلاق کی لڑی اگر ٹوٹی تو اُسکے موتی بکھر جائینگے۔

خدا نے تمکو طلب دی کہ تم اپنی ضرورتون کو جن پر مدار زندگی ہے پورا کرو۔ طلب تیز رفتار ہے اسلیے ہمت دی۔ ہمت طلب کو دست بردار ہونے نہین دیتی ہمت پست نہ ہو جاے اس لیے اُسنے امید دی امید ہمت کو بڑھا وا دیے رہتی ہے اور کامیابی کا سبز باغ دکھایا کرتی ہے مگر امید ذرا جلد باز ہے جس سے تھک کر یاس ہو جاتی ہے اسلیے صبر دیا۔ صبر مصائب اور نامرادی پر بھی راضی ہو جاتا ہے اسلیے کٹھن کو دو مشکل کو آسان کر دیتا ہے اور یاس کے زخم سے بچاتا ہے گرنے سے بچاتا تو ہے مگر اُٹھاتا نہین اسلیے اُسنے مادۂ توکل دیا کہ خدا پر بھروسا کرنا اور صبر کے ساتھ۔ امید کو قوی ہمت کو بلند اور طلب کو منزل پر پہونچاے بغیر رہنے نہین دیتا۔ توکل نکمہ نہ بناسے اسلیے

محنت کی قوت دی۔ محنت ٹھنڈی نہوا سیلیے اُسمین محبت کی روح پھونکی
جتنے صفات ہین وہ دین و دنیا مین بامراد اور کامیاب بنانے کے
زینے ہین۔ دین کی راہ ہو یا دنیا کی جسم کی راہ ہو یا روح کی بغیر طلب
ہمت امید صبر۔ توکل۔ محنت اور محبت کے طے نہین ہونیگی۔

اگر ان مین سے کسیکا مصرف اور کسی کی صورت بدل دو تو تم انسانیت
کے درجہ سے گر جاؤگے چار دن جھوٹی قلعی کی چمک دکھلا سکوگے
مگر نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کسی فساد کی ہمت کروگے تو جاہلون
کو شور و غوغا کا لطف تو آئے گا مگر تمھارے نصیب مین نامرادی ہی
رہے گی۔ نیم بو کر تم آم نہین توڑ سکتے۔

اب تمنے اخلاق کے اصول کو خوب سمجھ لیا ہوگا نہ سمجھا ہو تو پھر سمجھو کیونکہ
ہفتہ وار ماہانہ یا سالانہ امتحانون مین تمسے سوال کیا جائے گا۔
مثلاً انسان کی کسی صفت کو سمجھاؤ کہ از روے اصول اخلاق اُسکا
اصلی مصرف کیا ہے اور اُسکی بے راہ روی کیا ہے۔ اصلی مصرف سے
کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہین اور بے راہ روی سے کیا کیا نقصان
پھونچتے ہین۔

یا کسی خاص صفت کی نسبت سوال ہوگا کہ جوش انسان کو کس لیے
ملا ہے کہان پر یہ جوش ہے اور کہان پر بے راہ ہو کر یہ غصہ ہو جاتا ہے
جوش جوش رہے تو اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہین اور

جوش غصہ ہو جاے تو اس سے کیا کیا نقصان پہونچتے ہین۔
ایسے مضامین کا تمھارا خود سوچنا اور اپنے خیال کو قلمبند کرنا اگرچہ وہ دو چار ہی بات ہو تمھارے حق مین مفید اور تمھارے لیے اخلاقی تربیت کا کام دیگا۔ اِس لیے میری باتون پر دھیان کرو اور اسپر عمل کرنے کی دل سے کوشش کرو۔ یاد رکھو۔ تم ڈوب مرنا چاہو تو کوئی بچا نہین سکتا تم جاہل رہنا چاہو تو تمھین کوئی شخص عالم بنا نہین سکتا جو کچھ ہوتا ہے وہ خود اپنے کیے سے ہوتا ہے۔ اگر تم انسان بننا چاہو گے اور اپنے سنوارنے کی کوششون مین لگے رہو گے تو میری باتین تمھین اکسیر کا کام دینگی اور کبھی نہ کبھی کامل انسان بنا چھوڑینگی۔
تمھارے ہر صفت کے تمپر فرائض اور حقوق ہین کوئی صفت بھی تمکو بیکار نہین دی گئی۔ انھین فرائض و حقوق پر لحاظ کرنے سے ارکان اخلاق پیدا ہوتے ہین۔

ارکان اخلاق

بغیر کسی کے بناے ہوے آپ سے آپ کوئی چیز بنتی تو تمنے ابتک نہ دیکھی ہوگی اس لیے یہ خیال ہی مین نہین آسکتا کہ کوئی چیز بغیر بناے بنی ہو۔ تم نے اپنے آپ کو دیکھا تو سمجھا ہوگا کہ ضرور کسی نے تم کو بنایا۔ اِسی طرح تم نے ایسا کوئی انتظام کبھی دیکھا نہین کہ بغیر کسی کے انتظام کیے ہوے آپ سے انتظام ہو گیا ہو اپنے بدن مین تم نے

انتظام پایا معدہ اپنے کام مین جگر اپنے کام مین دل اپنے کام مین سب کے سب اپنے اپنے کامون مین لگے ہوئے ہین اور اتنے انتظام کے بعد خون ہے کہ رگون مین دوڑ رہا ہے تو ضرور سمجھا ہوگا کہ یہ انتظام بغیر کسی منتظم کے نہین ہے تو جسنے تمکو بنایا تم مین ایسا عجیب و غریب انتظام کیا کہ ایسا انتظام کسی سے ہو نہین سکتا ایسا محسن جس نے طرح طرح کے عجیب و غریب صفات تمکو دیے اور ان صفات کو عجیب و غریب جگہ مین محفوظ رکھا کہ وہ تمھارے ہی ہو کر رہین دوسر کے نہین تو ایسے خالق ایسے منتظم ایسے محسن یعنی خدا کا حق تم پر ہے یہ اخلاق کا رکن اول ہے -

دوسرے خود تمھارا حق تم پر ہے کہ تمھین نہین تو حق کسپر- ذاتی حق یہ کہ تم اپنی ذات کو ضایع نہ کرو- صفات کا حق یہ کہ تم اُن صفات کو برباد نہ کرو جو کچھ تمکو فطرت سے ملے ہین تم اپنے آپ کو اُسکا جوابدہ سمجھو یہ اخلاق کا رکن دوم ہے -

تیسرے جب تم پیدا ہوے تھے تو مٹی کے پتلے تھے اگر تمھارے والدین نے تمھاری پرورش نہ کی ہوتی تو تمھارا وجود ہی نہ رہتا- ساری نعمتون کے حاصل کرنے کے لایق تم والدین ہی کی مہربانیون سے ہوے - اسلیئے والدین کا حق تمپر ہے اسیطرح تمھارے فروع یعنی جو تمھاری شاخ ہے جیسے اولاد یا تمھارے اصول جنکی تم شاخ ہو

جیسے دادا نانا یا جن سے تم سے خدائی قرابت ہو اور فطرتی موانست ہے جیسے بیوی ان سب کے علی قدر مراتب تم پر حقوق ہین جو جتنا قریب اُسکا حق بھی اُتنا ہی قوی تر۔ یہ اخلاق کا تیسرا رکن ہے۔

چوتھا حق ظل اللہ (بادشاہ وقت) کا ہے۔ ایک زمانہ مین تمھارے والدین نے تمھاری حفاظت اور پرورش کی تھی جب تم کسی لائق نہ تھے مگر آج تم دیکھتے ہو کہ بادشاہ وقت تمھاری حفاظت کرتا اور تمھاری زندگی کے ذرایع بہم پہونچا رہا ہے اس لیے بادشاہ وقت کا تم پر حق ہے اور یہ اخلاق کا چوتھا رکن ہے۔

پانچوین قوم و ملت کا حق ہے۔ تم قومی جہاز کے ایک مسافر ہو اگر جہاز ڈوبا تو تم ڈوبے اگر جہاز والے لڑ مرے جب بھی جہاز تہ و بالا ہو کر ڈوب جائے گا۔ تمھاری خیر اسی مین ہے کہ جہاز اور اہل جہاز کی خیر مناؤ اور قوم و ملت کا حق پہچانو اور اُنکو سنبھالو یہ اخلاق کا پانچوان رکن ہے

چھٹوین جس گھر مین رہتے ہو گھر والون کا حق۔ پھر پڑوس والون کا حق۔ جن سے تمھارے واسطے ہین پھر بستی والون اور شہر والون کا حق ہے جہان تم رہتے ہو پھر اُس ملک کا حق جس ملک کے تم رہنے والے ہو اور اُن اقوام کا حق جن اقوام کے ہمدوش ہو۔ اور جن سے تم سے چولی دامن کا ساتھ ہے پھر اہل دنیا کا حق یعنی انسانی حق۔ پھر حیوانات و نباتات کا حق۔

غرض جتنے تم سے نزدیک یا دور کے تعلقات ہون یا ہو سکتے ہون
تو ضرور اُنکا نفع و نقصان تمپر عائد ہوگا یا ہو سکیگا اُنکی بہبود و بہتری کا تمپر
حق ہے اور اسی کا ادا کرنا انسانیت اور اخلاق ہے۔
جتنے صفات تم مین ہین بغور دیکھو گے تو اُنکا تعلق انھین چھ ارکان
سے پاؤگے۔ اب ہم ہر رکن کو ذرا تفصیل وار بیان کرتے ہین کہ
تمھارے دماغ مین منقش ہو۔

رکن اول۔ خدا کا حق

خدا کا حق تو یہ ہے کہ خدا نے تمکو انسان بنایا ہے تو انسان بنو
اپنے کو حیوان نہ بناؤ۔ جتنی نعمتین خدا نے تمھین جس جس کام کے لیے
دی ہین اُنھین اُنہین کامون مین لگاؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کا
حق ادا کیا۔
اُسنے نہایت پاک وصاف روح دی تو اِسکو اپنی بدکرداریون
سے آلودہ اور ناپاک نہ کرو۔ باطنی پاکیزگی حاصل کرو۔ اپنی نیتون کو
پاک وصاف بناؤ۔ تمھاری روح پاک رہے گی تو تمھاری نیتین اور
تمھارے ارادے ناپاک نہ ہون گے کہ تم کو روکنا پڑے یا اُس کی
اصلاح کی ضرورت پڑے۔
عقل دی۔ تو عقل کے سورج مین خواہشون کا گرہن نہ لگاؤ۔
عقل کی روشنی کو قائم رکھو ورنہ اندھیرے مین ٹھوکرین کھاؤ گے۔

عقل اگر خواہشون کا شکار ہوگئی تو تم بھی بے عقل حیوان کی طرح
بُرائیون کے شکار ہو جاؤ گے۔ پھر تمسے بُرا کوئی نہین۔

ہر طرح کی قوتین دین۔ ان سے وہی کام لو جس کام کے لیے وہ
تمھین دی گئی ہین اگر تمنے اُن قوتون کا بُرا استعمال کیا تو وہ قوتین
بُری نہ کہلائینگی تم بُرے کہلاؤ گے۔ آنکھون نے بری نگاہ کی تو آنکھ
بُری نہین تمھارا آنکھ سے کام لینا بُرا ہوگا اسلیے اسکا بُرا نتیجہ بھی تم
اُٹھاؤ گے نہ تمھاری آنکھین اور نہ تمھاری قوتین۔ علےٰ ہذا القیاس خدا
کی ساری عطیون کا یہی حال ہے اِسلیئے اے لڑکو اپنی اصلاح کرو
اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔

مختصر یہ ہے کہ اصول اخلاق کا برتنا اور اخلاق مجسم بنکر انسان
کامل بننا خدائی حق ہے۔ جو سارے حقوق کو شامل ہے۔ جہان تمنے
کسی حق کی زنجیر توڑی تو تمنے خدائی حق کو توڑا اور تم خدائی مجرم بنے۔

اخلاق کے سارے معاملون مین چاہے وہ اپنے ساتھ ہو یا دوسرے
کے ساتھ۔ چاہے اپنی حق تلفی ہو چاہے دوسرے کی۔ چاہے وہ ظاہر
ہو یا چھپا رہے سرکار خداوندی مدعی ہوتی ہے۔ تمنے کسی پر غصہ کیا
تو وہ مدعی ہی ہوگا سرکار خداوندی بھی مدعی ہوگی کہ مینے تمھین جوش
دیا تھا تمنے جوش کو غضب وغصہ کا چہرہ لگا کے کیون وحشت ناک
بنا دیا۔ تمنے کسی کا مال لیا اُسکو خبر نہ ہوئی تو سرکار خداوندی کے

مدعا علیہ ہونے سے تو تم نہین بچ سکتے - ہر جرم کی سزا ہے علاوہ اسکے
کہ تم سزایاب ہوگے یہ کیا کم سزا ہے کہ تمنے اپنے اخلاق کو تباہ کیا ور اپنے
کو برباد کیا اِسلیے یاد رکھو کہ ہر جرم کرنے والا حقیقت مین اپنا نقصان اور
اپنی سزا کر رہا ہے -

اس رکن کے اندر بھی مین تم سے ہر امتحان مین سوال کرونگا کہ رحم -
محبت طلب بے چینی - اطمینان - ہوس - ذوق - حواس خمسہ - وغیرہ
وغیرہ صفات مین سے کسی ایک صفت کو بیان کرو کہ یہ صفت ہے کیا -
کیون ملی - اسکے فرائض کیا کیا ہین اور اسکی نافرمانی یا عدول حکمی کیا ہے -
اِس سے خدائی حق کسطرح ادا ہوتا اور کس طرح ٹوٹتا ہے اونچے کلاس
والون سے یہ بھی سوال ہوگا کہ اُس صفت کا سلسلۂ اخلاق بھی بیان
کرو جسکی مثال اوپر بتادی ہے مثلاً خواہش نفسانی ہے کیا اسکا اصلی
مصرف کیا ہے - اسکی بے راہ روی کیا ہے - اِسکو راہ پر لگانے سے تمھین
کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہین اور اسکی [illegible] سے کیسے کیسے
نقصان پہونچنے کا تمکو اندیشہ ہے اور اِس سے نظام انسانی مین کیا کیا
برہمی پیدا ہوتی ہے اِسکو کام مین لایا جائے تو کتنے اور صفات کی مدد
درکار ہو لی یعنی کس سلسلۂ اخلاق سے یہ صفت کامیاب ہوگی -

اِسطرح سوال وجواب سے تم مین اخلاق کا مادہ پیدا ہوگا - کیونکہ
جو چیز خود سوچ سمجھ سے آتی ہے وہ اپنی ہو جاتی ہے - چاہے دو ہی

بات لکھو مگر جب اسمین غور کروگے تو آپس مین اسکی گفتگو بہی کروگے اور یہ تمکو مفید صحبت کا کام دیگی - اِسکے سوا کسی چیز مین ڈوب کر غور و فکر کا مادہ پیدا کرنا ہی ساری ترقیون اور ایجادون کی جڑ ہے -

رکن دوم - اپنی ذات کا حق اپنی ذات پر

جو حق خدا کا تمپر ہے وہی حق خود تمھارا تمپر ہے - تمھاری ساری بھلائیان یا برائیان خدا کو نہین خود تمھین کو پہونچتی ہین - نہ تمھاری بھلائی سے وہ بڑھ جاتا نہ تمھارے نقصان سے وہ گھٹ جاتا ہے - بلکہ تمھارا کیا تمھارے ساتھ - تم بنتے بگڑتے ہو اُسکا کیا -

جتنی چیزین اور جتنی قوتین تمھاری ہین اُنکو اُنھین کام مین لاؤ جس کام کے لیے وہ ہین جب تو تمھاری نجات ہے ورنہ تم آپ اپنے مجرم تم آپ اپنے دشمن ہوگے کہ کوئی تمھین بچانے والا نہ ہوگا -

سب سے بڑا فرض انسان کا اپنی حفاظت آپ کرنی ہے - تم اپنی حفاظت آپ نہ کرو تو دو دن بھی تمھارا وجود نہ رہے - اپنی حفاظت کے لیے جتنی قوتین درکار ہین وہ فطرتاً تم مین موجود ہین اُن سے کام نہ لو تو اپنا ہی نقصان ہے - جسطرح درندون زہریلے جانورون سے تمھین اپنی حفاظت آپ کرنی ہے اُسی طرح اپنے پیٹ کی بھی فکر لازم ہے کہ اُن چیزون سے جو تمھاری سلامتی

کا سبب ہون اپنا پیٹ بھرو۔ اسلیئے تمکو گھر بار کمانے کجانے کی ضرورت ہوئی۔ کمانا کجانا تھا۔ افرض ہوا اور نکما بنا تھارا جرم +

جسطرح اپنی حفاظت آپ تھین کرنی ہے اُسی طرح اپنی مدد آپ تھین کرنی ہے۔ اگر تھارا معدہ کھانا مانگے اور جگر پانی تو تھارے اور اعضا اور اور قوتون پر اپنی مدد آپ کرنی لازم ہے ورنہ اگر ہاتھ پاؤن اپنی مدد آپ کرنے پر کھڑے ہون تو تم بے آب و دانہ مرجاؤگے ایسا ہی تھارے ہر کام مین اپنی مدد آپ درکار ہے دوسرا کوئی کسی کی بے وجہ مدد نہین کرتا۔ دوسرے کی مدد دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو رحم کھا کر بطور خیرات تو تھین خیرات لینے سے شرم کرنی چاہیئے اور اس بُرے دن سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ دوسرے اُسوقت کوئی البتہ مدد کرتا ہے جب تم مدد کے مستحق اپنے کو ثابت کرو۔ تو اپنے کو کسی عنایت کے مستحق بنانا بھی اپنی مدد آپ کرنی ہے۔ بس اپنی مدد آپ کرنے پر تیار ہو جاؤ اور اپنی اصلاح کرو جہان اپنی آپ مدد کرنیکی خود تمکو قوت نہ ہو وہان تم اپنے کو اس لائق بناؤ کہ لوگ تھاری مدد کرین اگر تمنے ایسا کیا اور لوگون نے تھاری مدد کی تو یہ تم نے آپ اپنی مدد کی اسلیئے یاد رکھو کہ انسان اپنی مدد آپ ہی کرتا ہے کوئی کسی کی مدد نہین کرتا۔ جو کوئی کسی مستحق کی مدد کرتا ہے وہ بھی اپنا فرض ادا کرتا اور اپنی مدد آپ ہی کرتا ہے۔ پھر اگر کوئی

تمھاری مدد نہ کرے تو اسکا گلہ اپنے سے کرو نہ اُس سے کیونکہ تم نے
اپنے کو اُسکے لائق نہ بنایا۔ کون ہی جو دوسرون کی مدد کا محتاج نہین
دوسرون نے اُسکی مدد نہ کی ہو اس لیے مبارک ہے وہ جسکے
بہت زیادہ لوگ مددگار ہین کیونکہ اُس نے اپنی مدد آپ کی ہے
اور اپنے کو اس لائق بنایا ہے اور افسوس ہی اُسپر جسکا کوئی مددگار نہین
اس لیے اپنی اصلاح اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ عین اپنی مدد آپ کرنی ہی
مین نے کہا کہ اپنی حفاظت آپ کرو اِس سے تمنے سمجھا ہوگا کہ
حفظان صحت کسدرجہ تمپر لازم ہوا۔ ہوادار مکان اچھا پانی۔ صاف
ہوا۔ مفید غذا۔ ورزش جسمانی قوتین ہون یا روحانی یہ ساری باتونکا
خیال تمپر لازم ہوگیا اپنی زیست اور اپنی صحت کا لحاظ اور نگرانی نہ
رکھوگے تو تمھین زندہ درگور رہنا پڑے گا تمھارے قوے پژمردہ
ہوجائین گے۔ اومنگین جاتی رہین گی۔ دل افسردہ رہے گا دماغ
پریشان تم اس دنیا مین رہوگے بھی تو کسی کام کے نہ رہوگے جسکی حیات
وموت دونون برابر۔
مین نے کہا کہ اُس مدد آپ کرو اس سے تمکو اپنے آرام قلبی اور ر
عاقبت جسمانی کا خیال کسدرجہ لازم ہوا ورنہ اگر تمکو جمعیت خاطر اور
آرام جسمانی ہی میسر نہ ہوا تو پراگندہ دل اور پراگندہ دماغ سے کیا
ہوسکتا ہے اور یہ باتین تم کو بے تعلیم و تربیت بغیر طلب ہمت

امید صبر و توکل اور بغیر محنت حاصل نہین ہو سکین۔

اسلیئے تمکو انسان بننے کے لیے خوش اخلاق بننے کے لیے اپنی مدد آپ کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔ یہ باتین تو تم کو دوسرون کی مدد سے حاصل ہونے ہی کی نہین۔ اپنی قوتون کو تم کام مین لگا سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمھارے قوے اور تمھارے صفات پھولین پھلین۔ اگر تم نے اُن سے کام نہ لیا اور ضایع و برباد کیا تو تم نے خدا کے باغ کا اک درخت کاٹ ڈالا اسلیے نہ تم اپنے مجرم ہوئے بلکہ خدا کے مجرم بھی۔

تمھارا فرض ہے کہ تم اپنے کو ہلاکت سے بچاؤ۔ وہ چال نہ چلو جس سے تمھاری جان کو نقصان پہونچے۔ ہان جان بچانے مین جان جاے تو وہ مجبوری ہے اور مجبور پر الزام نہین۔

آج کل لوگون نے بہت سے طریقے جان کی بربادیون کے نکالے ہین اور اُسکا نام قومی ترقی رکھا ہے یہ بدیہی نقصان رسان ہے یہ از روے فلسفہ غلط۔ از روے علم اخلاق غلط۔ نیم بو کر کسی نے آم نہین توڑے اسلیے وہ بھگت رہے ہین اور بھگتین گے تم انسان ہو انسانیت کے خلاف نہ چلنا ہان حفاظت خود اختیاری تمھارا فرض ہے۔

اے لڑکو اگر تم ترقی چاہتے ہو تو جہالت سے جان کھو کر ترقی نہین کر سکتے۔ اسمین تم اپنا کھوؤ گے بیوی بچون کا کھوؤ گے۔ خاندان اور قوم کا نقصان کرو گے۔ ترقی کرنا ہے تو انسانیت مین ترقی کرو پھر

انسانی قدرتین تمھاری خود محکوم ہونگی۔ انسانی ترقی کو مین سنے اوپر
بیان کیا ہے کہ انسانی ترقی انسانیت مین ترقی کرنا ہے یعنی اپنی قوتون
کو صحیح طریقہ سے کام مین لانا ہے۔ یہی جڑ ہے سارے علوم و فنون کی۔
یہ کہنے مین تو مختصر ہوا چونکہ اصولاً اور مثالاً بیان کیا گیا ہے۔
کھیلاؤ اور اسکی تفصیل کرو تو یہ بھی رکن اول کی طرح بحر بے پایان
معلوم ہوگا۔ جسطرح سارے حقوق رکن اول کے اندر ہین اُسیطرح
سارے حقوق اس رکن دوم کے اندر بھی ہین۔

سارے صفات اور عقل و اختیار چونکہ یہ خدا کی دی ہوئی چیزین
ہین اور سارے حقوق انہین صفات کے متعلق ہین اسلیئے یہ خدائی حق
ہے مگر چونکہ یہ ہمکو ملے ہین ان صفات پر ہم اپنے اختیار سے متصرف
ہوتے ہین اور حقوق کے ادا کرنے یا انکو پامال کر دینے سے ہم اثر پذیر
ہوتے ہین اسلیئے سارے حقوق اسی رکن کے اندر آسکتے ہین

مختصر یہ ہے کہ یہ سارا کچھ اصول اخلاق کے اندر تو آ ہی گیا وہی
اخلاق ہے جسکی نسبت [illegible] ارکان قائم ہوتے ہین۔ اس لیے
اپنے کو نقصان سے بچانا۔ اپنے کو ہر طرح کامیاب بنانا اور اپنی ہر قوت
کو جو فطرتاً ہمکو ملے ہین اپنی محنت سے سیراب کرکے نشو و نما دینا ذاتی
فرض منصبی ہے مختصر سے رسالہ مین مزید تفصیل کی گنجایش نہین۔

مین نے جو کچھ بیان کیا اسکو خوب سمجھ لو اور ذہن نشین کر لو کیونکہ

اِس رکن کے متعلق بھی ہم ہر امتحان مین تمسے سوال کرینگے اور تمکو جواب دینا ہوگا مثلاً قوت تحصیل - چال چلن - برتاؤ - نیت - دل و دماغ قوت تحریر و تقریر - معاملات - وغیرہ وغیرہ صفات مین سے کسی ایک صفت کی نسبت سوال ہوگا یا مثلاً جو صفات بیان ہوے ہین اگر اُن سب کی نسبت سوال ہو تو تمکو جواب دینا ہوگا کہ قوت تحصیل کونسی قوت ہے - یہ علوم و فنون کی تحصیل مین صرف ہو کر فائدہ رسان ہوتی ہے اور اسکے خلاف کرنے سے نقصان رسان اُسی طرح چال چلن کا نیک ہونا - برتاؤ کا پاکباز ہونا - نیت کا پاک باطن ہونا - دل و دماغ کا نرم دل اور عالی دماغ ہونا - قوت تحریر و تقریر کا خوش تحریر و خوش تقریر ہونا - معاملات کا - خوش معاملہ ہونا - اور یہ صفات بُری طرح استعمال ہون تو انکی برائیان یعنی ان کا نفع و ضرر بیان کرنا ہوگا - کہ ان صفات کا لمبیر کیا حق ہے اور کس کس طرح ان صفات کو کام مین لانے سے تم نفع یا ضرر اُٹھا سکتے ہو -

رکن سوم - والدین [illegible] ان کا حق

خالقِ حقیقی خدا ہے اور مجازی والدین - حقیقی خالق کے حق سے تم اندازہ کرسکتے ہو کہ مجازی خالق کا کیا حق ہونا چاہیے - اسکے رو سے والدین کا حق رکن دوم ہونا تھا مگر پہلے اپنا وجود ہی نہ ہے تو حق کسیر ہوگا اسلیے اپنی ذات کے حق کو مین نے مقدم کیا - اور عملاً ایسا

کہ عقیدہ بدل دینے سے انسان والدین کے عقیدہ کے خلاف چاہے
والدین کو کیسی ہی اذیت پہونچے مذہب بدل دیتا ہے۔ یا چوری زنا
نشۂ بازی جوا جھوٹ فریب کی باتون مین اگروہ والدین کی خلاف مرضی
بچنا چاہے تو عقل اور مذہب اور اخلاق اُسکی حمایت پر کھڑے ہونگے
اور یہ مستحسن سمجھا جائے گا۔

غرض والدین نے پیدا کیا۔ کما کما کر مصیبتون سے سینہ سپر ہو ہو کر
جسوقت تم گویا اک مٹی کی مورت تھے۔ تمھین پالا۔ پرورش کیا۔ تم سیانے
ہوے تو تعلیم دی تربیت کی۔ غرض تم کچھ نہ تھے اور تمکو سب کچھ تمھارے
والدین نے کیا ان کے احسانون کی فہرست کہان تک بیان ہو جنکی
وجہ سے تمھارا وجود ہوا۔ تمھاری مان تمھین تھپک دیتی۔ راتون کو
جاگ جاگ کر اپنی نیند حرام نہ کرتے تو تمھارا انہین پتا نہ لگتا۔ تمھارے
جتنے پھل ہین یہ بیج انہین کے بوا سے ہوسے ہین۔

ان باتون سے اُن کے حقوق کا اندازہ لگاؤ۔ ہوشیار کبھی بھولے
سے بھی اُنہین جھڑکنا نہین [illegible] سے تکلیف بھی پہونچے تو اُف تک
نہین کرنا۔ اداے حقوق کی صفت۔ صبر و برداشت کی صفت
آرام دہی کی صفت۔ کسی کو خوش رکھنے کی صفت خوش کرنے کی
صفت۔ اطاعت و خدمتگذاری کی صفت۔ علےٰ ہذا القیاس یہ
سارے صفات اور اُنکی عملی قوتین سب والدین کی خدمت مین

صرف کردو۔ اُن کے آگے ہمیشہ سر تسلیم خم کئے ہو۔ یہی فتوے ہر مذہب کا ہے یہی فتوے عقل کا ہے اور یہی فتوے اخلاق کا ہے۔

افراط و تفریط کو عقل سلیم تسلیم نہین کرتی۔ کیا رفتار و گفتار مین کیا اطوار و کردار مین مگر والدین کے حقوق کا گھٹا ٹوپ بادل بعض قومون پر اِس طرح چھایا کہ اُنھون نے والدین ہی کی پرستش کو اپنا مذہب بنالیا اور لگے والدین ہی کی پرستش کرنے گویا خالق مجازی ہی کو خالق حقیقی سمجھا۔ اگرچہ وہ حد سے بڑھ گیا مگر اِس سے تم حقوق والدین کی عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہو۔ اور اُنکی وقعت کی تھاہ لے سکتے ہو تو اُن کے ساتھ احسان سلوک اور فرمان برداری کے ساتھ پیش آؤ اور جیسے بن پڑے اُنکو ہر طرح کا آرام دو اور خوش رکھو ورنہ تم مخلوق کے سامنے مردود اور خالق کے سامنے ملعون کی صورت سے پیش کئے جاؤ گے۔

اپنی ساری قوتین اور ساری خوشیان۔ ساری امیدین اور ساری آرزوئین تو تمھارے والدین نے تم مین صرف کین۔ تو کیا اُس انصاف کی صفت کا جو تم مین ہے یہ اقتضا ہو گا کہ تم اُ[illegible] فراموشی کرو اور اُنکی شکر گذاری نہ کرو۔ اُن سے آنکھین بند کر لو کہ وہ اندھے کبڑے ناتوان و کمزور ہو کر ٹھوکرین کھائین اور تم اُنکے سہارے نہ بنو۔

اسیطرح تمہارا فرع جو تمھاری شاخ ہے جیسے اولاد۔ یا تمھارے اصول جنکی تم شاخ ہو جیسے دادا نانا یا جن سے خدائی قرابت اور فطرتی

موانست ہے جیسے بیوی اِن سب کے علی قدر مراتب ملپر حقوق ہین جو جتنا قریب اُسکا حق بھی اُتنا ہی قوی تر ہے۔

اگر تم یہ سمجھو کہ تم کس دریا کے قطرے ہو یا کس درخت کی ایک شاخ ہو تو تمھاری نگاہ کبھی کرسی اور پردادا نانا پر پڑے گی اور تم سمجھوگے کہ اُس درخت کی جسکی شاخین پھیلی ہوئی ہین اک شاخ ہو۔ اُس جسم کی جسکے اعضا منتشر ہین تم اک جزو ہو یہی نگاہ کرکے تو جو اعضا تمھارے منتشر ہین اور جو شاخین تم سے پھیلی ہین وہ تمھاری اولاد ہین۔ چونکہ نظر نیچی ہی دیکھتی ہے اور اوپر کم دیکھتی ہے اِسلیے تمھاری توجہ اپنے فروع ہی کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اپنے اصول سے غافل۔ رہی بیوی۔ اگرچہ بیوی سے خونی قرابت نہین مگر خدا نے فطرتی موانست فطرت مین رکھ کر سخت تر قرابت پیدا کر دی ہے چونکہ یہ خدائی قرابت ہے اس لیے اِسکا اثر سب قرابتون پر غالب ہے۔ تو ان ساری قرابتون کے تم پر حقوق ہین۔ گویا قرابت اک سایہ دار اور ثمردار درخت ہے جسکی یہ شاخین ہین جسکی تم اک شاخ ہو۔ اگر ان مین سے کسی پر تباہی آئے تو سمجھو کہ تمھارا ایک ہاتھ سوکھ گیا۔ اگر اس درخت کی کوئی شاخ کٹے تو سمجھو کہ تم کاٹے گئے عضو مین درد ہونے سے تم دردمند نہین ہوتے تم بے چین نہین ہوتے پھر افسوس کی جگہ ہوگی اگر اپنے عزیز کے دکھ درد سے تمھارا دل نہ دکھے۔ اگر تمھارے دل پر کوئی

اثر نہ پہونچے تو سمجھو کہ تم اُس درخت کی شاخ نہین اِس سے
سمجھنا چاہیے کہ تم اور تمھارے اعزہ دو نہین ہین اسلیے جو حقوق
تمھارے تپر ہین وہ حقوق تمھارے اعزہ کے تم پر نہین ہین نے
رکن دوم مین تمھارے حقوق کی نسبت بیان کیا ہے اسلیے اب
مزید تفصیل کی ضرورت نہین۔ مختصر لفظون مین یہ یاد رکھو کہ جو کچھ
اپنے لیے چاہو وہی اپنے عزیزون کے لیے بھی۔

اگر تمھارے عزیز غریب فلاکت زدہ ہون اور تم ہائیکورٹ
کے جج اور انڈیا کونسل کے ممبر بھی ہو جاؤ تو سمجھو کہ ہرچند دو ایک
شاخ اونچی ہوئی پھولی پھلی مگر درخت کو دیمک لگی ہوئی ہے۔ اِسکی
اور شاخین پژمردہ اور سوکھی ہوئی ہین۔ پھر ایسا درخت کے دن
رہے گا ایک دن ایسے درخت کا کاٹ دینا ہی باغبان کی آنکھ
مین مفید معلوم ہو گا کہ کہین یہ درخت اُن درختون کو خراب نکرے
جو ہرچند پھولے پھلے نہین مگر ہرے بھرے تو ہین ایکدن یہ بھی پھولین
پھلین گے۔

اے بچو تمنے سمجھا ہو گا کہ اعزہ کا تمپر کس درجہ حق ہے۔ پھر جسکے
تم خون کے شریک ہو جیسے بھائی بہن۔ اُنکا حقیقت مین کوئی دوسرا
وجود نہین اگرچہ ظاہر مین تم دونون دو ہو مگر ایک خون ایک مان
باپ سے ایک گود مین پلے ہوے ہو۔ ایک جان دو قالب جیسے

اولاد کو کہنا زیبا ہے ویسے ہی بھائی بہن کو بھی۔ ایسے حال مین سوچو
اور سمجھو کہ بھائی بہن مین تکرار ہو۔ دنگہ و فساد ہو چالبازی اور مقدمہ
بازی ہو شرم کی جگہ اور ڈوب مرنے کی بات ہے۔ یہ اپنے اوپر آپ ظلم
اور اپنا آپ مدعی مدعا علیہ ہونا ہے۔ کیا تمھارا دایان ہاتھ بائین ہاتھ
کو کاٹ ڈالتا ہے کیا دائین ہاتھ سے بائین ہاتھ کو چھری لگ گئی تو اُسکے
بدلے تم دائین ہاتھ کو بھی زخمی کرتے ہو پھر یہ کونسا انصاف ہے جو آج دنیا
مین بھائی بھائی اور بھائی بہن کے ساتھ برتا جا رہا ہے ایسی تکرار اپنے
اوپر ظلم کرنا۔ یادگار والدین کو ڈھانا۔ اپنی قوت کو گھٹانا۔ اپنی ہوا بندی
کو توڑنا اور اپنے کو بدقسمت بنانا ہے۔

اقران کے درخت کو پھولنے پھلنے دو۔ ان مین صبح و شام پانی دو کہ
وہ پھولین پھلین اُنکی پوری حفاظت کرو۔ اُنکی پوری مدد کرو۔ اگر تم نے
درخت کو پت جھڑ ہونے دیا تو بتاؤ کل کس کے سایہ مین تم آرام کروگے
اس لیے صلۂ رحم و سلسلۂ قرابت کو نہ توڑنا کہ اس سے عمر گھٹتی اور
خانہ ویرانی ہوتی ہے۔

اسیطرح خدائی قرابت کا بھی پاس کرنا۔ گرچہ خلقت کی رو سے
مرد کا درجہ عورتون سے بڑھا ہوا ہے جیسا کہ سارے جیوانون مین بھی
تم دیکھتے ہو مگر یہ سمجھ لو کہ جو حق شوہر کا بیوی پر ہے اُسی طرح کا حق بیوی
کا شوہر پر ہے۔ خدا نے نظام فطرت قائم رکھنے کے لیے دونون نے

فرائض بانٹ دیے ہین ان مین سے کوئی کسی کا فطرتی بوجھ اوٹھا نہین سکتا۔ نہ عورتین مردمیدان ہوسکتین مصیبتون کی سینہ سپر ہوسکتین۔ نہ علامہ اور موجد ہوسکتی ہین نہ مرد جننے اور پرورش کا کام انجام دیسکتے ہین۔ مرد باہر کے کام انجام دین عورتین گھر کے۔ اگر یہ دونون پھیئے اپنے اپنے فرائض منصبی مین ٹھیک چلے تو زندگی کی گاڑی آرام سے منزل پر پہونچ جائیگی۔ کوئی پہیہ چھوٹا بڑا ہوا تو گاڑی اُلٹ جائیگی اور تباہ و برباد ہوگی۔

اس رکن کو بھی سونچو اور سمجھو کیونکہ اس رکن کے متعلق بھی تمسے سوالات ہوا کرینگے مثلاً حقوق والدین۔ حقوق اقران۔ حقوق زن وشوکی ادائگی کیلیے تم کو کون کون صفتین دی گئی ہین۔ تم اپنے کن کن صفات کو اُسکے اصلی مصرف مین لگاؤ تو یہ حقوق ادا ہون گے۔ اوران حقوق کی ادائگی سے تمھین کیاکیا فوائد حاصل ہونگے اور عدم ادائگی سے کس کس نقصان کی امید کرنی چاہیے۔

یہ سوالات تمسے اسلیے ہونگے کہ تم خود [illegible] سونچ سکو کہ وہ تمہارا اپنا ہوگا اور تمھین وقت وقت پر کام دیگا۔ یہ اخلاق پڑھانا نہین بلکہ اخلاق کی تربیت ہی۔ اور تعلیم بے تربیت کارآمد نہین۔

رکن چہارم۔ ظل اللہ بادشاہ وقت کا حق ہی

مین نے والدین کے حق مین بیان کیا ہے کہ خالق حقیقی خدا ہے

اور خالق مجازی والدین - اسی طرح سمجھ لو کہ حاکم حقیقی خدا ہے اور حاکم مجازی بادشاہ وقت - اسی لیے بادشاہ کو ظل اللہ کہتے ہین -

اگر تمہارے دل مین خدا کی عظمت اُس کے احکام کی قدر و منزلت ہوگی تو اسکے سایہ یعنی بادشاہ وقت کی بھی عظمت اور اُسکے احکام کی بھی قدر و منزلت ہوگی - کیونکہ سایہ اپنی اصل سے جدا نہین ہوتا -

اس دنیا مین جسکو عالم مثال بھی کہتے ہین مجاز حقیقت کو پانے کی سیڑھی ہے - تو والدین سے خدا کی خالقیت کو سمجھو - اور بادشاہ وقت سے خدا کی عظمت اور اُسکے احکام کی قدر و منزلت جانو -

اس سے تم نے اپنے فرائض کو کسی قدر سمجھا ہوگا تو بادشاہ کے فرائض کو بھی سمجھ لو - بادشاہ کو لازم ہے کہ وہ اپنے کو ظل اللہ ثابت کرے اور ایسے احکام صادر کرے جو خدائی قانون یعنی قانون فطرت کے خلاف نہو کیونکہ حقیقت اور مجاز مین اختلاف زیبا نہین -

اگر کوئی بادشاہ اپنے کو ظل اللہ ثابت نہ کرے اور بلا لحاظ قانون فطرت بلا لحاظ رضا [illegible] کے ظالمانہ احکام جاری کرے تو وہ خود اپنے احکام کو خداوندی احکام نہین بناتا اور وہ خود ظل الٰہی سے مستعفی ہوتا ہے تو جب وہ ظل اللہ نہ رہا تو بادشاہ نہ رہیگا کیونکہ بادشاہ ظل اللہ ہوتا ہے -

اے لڑکو ! دونون حال مین بادشاہ وقت کے حکم کی سرتابی

مذہب عقل اور اخلاق کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر بادشاہ ظالم ہے تو اُسکی عدول حکمی آپ اپنے کو ہلاکت مین ڈالنا ہے۔ نافرمانی سے تم اُسکے ظلم کے شکار ہوگے اور مین نے یہ تم سے کہا ہے کہ آپ اپنے کو ہلاکت سے بچانا تمہارا فرض منصبی ہے۔ اگر وہ ظالم نہین ہے اور اُس کے احکام قرین انصاف ہین تو تمہاری سرتابی عقل سے اخلاق سے اور خدا سے سرتابی ہے کیون کہ بادشاہی عدل و انصاف خدائی عدل و انصاف کی مجازی صورت ہے۔ غرض تمکو کسی حال مین احکام شاہی سے سرتابی نہین چاہیے۔ اگر تمکو بادشاہ کے ناجائز احکام سے تکلیف پہونچتی ہو تو اُس وقت تمہارے لیے خدائی قانون جلا وطنی کا ہے بغاوت اور عدول حکمی کا نہین۔ اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالنے کا نہین۔ اگر تم کو اُس کے منصفانہ حکم سے تکلیف پہونچتی ہو تو کوئی ایسی دنیا ڈھونڈھو جہان کوئی دوسرا خدا ہو۔ جو تمہاری ہی مرضی پر خدائی کرے۔

تم خوب سمجھ لو کہ بادشاہ وقت کی عدول حکمی اپنے آپ کو خطرہ مین ڈالنے مصیبت مین پھنسانے کے سوا اور کچھ نتیجہ نہ دے گی۔ عدول حکمی اگر بغاوت تک پہونچے تو تمہارے سارے صفات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نہ تم گھر کے رہوگے نہ گھاٹ کے نہ خدا کے کام کے نہ اپنے کام کے نہ والدین اور اعزہ کے کام کے اور تمہارے سارے حقوق تمہاری بدکرداری کے سبب سے ناقص اور ادھورے

رہجائینگے اور تم جیل کے پنجڑے میں بند حیوانون کی زندگی بسر کروگے۔ اس سے اخلاق کا خون ہو جائیگا۔

یہ بھی سمجھ لو کہ عدول حکمی کی جڑ کیا ہے اور عدول حکمی ہوتی کیون ہے ؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ جو انسان تربیت نہ پانے کے سبب حیوان ہوجاتا ہے اپنی خواہشون کا باؤلا۔ اُسکی عقل کھو جاتی ہے اور وہ چاہتا یہ ہے کہ خدا الگ بیٹھا رہے اور بادشاہ الگ محل سرامین پڑا رہے۔ اور کاروبار عالم کا و بار سلطنت میری مرضی میری خواہش کے مطابق انجام پائے۔

خدا نے جو خواہش کی صفت انسان مین رکھی ہے اُس کی یہ بے راہ روی ہے۔ ایک کڑی ٹوٹنے سے اخلاق کا سلسلہ ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ خواہش بڑھ کر اور نامراد ہو کر کراہت اور نفرت پیدا کرتی ہے۔ یہ دونون صفات ملے تھے کہ بُرائیون سے کراہت اور نفرت پیدا ہو مگر بے جگہ صرف ہونے سے بادشاہ سے کراہت اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ جو بدگمانی اور اعتراض پیدا کرتی ہین اور یہی بدگمانی اور اعتراض بڑھ کر دیوانہ وار عدول حکمی اور بغاوت پر اُبھارتی ہین اور پھر ہمت اور شجاعت جو بھلائی کے لیے ملی تھی وہ خونریزی کرا چھوڑتی ہے۔

ایسی خواہش یہ این قدرت و کم مایگی جنون اور منیا ہے۔ جو کبھی پوری ہونے کی نہین کیون کہ ہر کسی کی خواہش جدا جدا ہے اور

ہر کسی کی خواہش ایک دوسرے کی فنا کرنے والی ہے اگر خواہشین ساری پوری ہوا کرین تو دنیا فنا ہو جائے۔ صرف ایک خواہش کے بے راہ ہونے سے کتنے صفات بے راہ ہو گئے بادشاہ کو لازم ہے کہ ایسے تخم کی بیخ کنی کرے اور خطرۂ فساد سے ملک کی حفاظت کرے کہین پر اُسکو رحم سے کام لینا چاہیے کہین پر سیاست سے۔

اے لڑکو! یہ سمجھ لو کہ بادشاہ حکومت نہین کرتا اُسکا قانون حکومت کرتا ہے۔ اسکی مثال سارے مذہبون مین دیکھو کہ روحانی بادشاہ آج کوئی دنیا مین نہین مگر اُنکا قانون آج بھی دنیا مین ویسا ہی حکومت کر رہا ہے۔ پھر قانون اگر عدل و انصاف پر مبنی ہے تو وہ عدل خداوندی کا سایہ ہے جو بہرحال حکمران ہوگا خدا کی خدائی مٹنے کی نہین۔ اگر عدل و انصاف پر مبنی نہین ہے خود غرضیون اور اپنی قوم پرستیون پر مبنی ہے تو خدا کا قانون عدل جو اعلے حکمران ہے جو آگ پانی اور ہوا کو اپنی حد سے باہر ہونے نہین دیتا وہ بے انصافی کو مٹائیگا یہ عایا کا بیچ مین پڑنا حد سے باہر قدم رکھنا اور ٹھوکرین کھانا ہے۔

اگر بادشاہ مجاز کرے کہ تم اپنا دکھ درد کہو [illegible] گے تو تم فریادی بن کے جاؤ شریک سلطنت اور مصلح قانون بن کے نہ جاؤ۔ دکھ درد کہنے کی اجازت ہے کہو مگر فریادی لہجہ مین۔ اعتراض اور نکتہ چینی کی اجازت ہے تو کرو مگر اُس کے ہو کر۔ مخالف اور دشمن بن کے نہین۔ حد سے باہر قدم رکھو گے اور اپنے صفات کا استعمال اپنی حد سے باہر کروگے تو یہ

اخلاق کے خلاف ہوگا اور تم اپنا آپ نقصان کروگے۔

تم مجبور رہو۔ محکوم ہو۔ رعایا ہو۔ تم پر پابندی احکام لازم ہے۔
قوت فرمان برداری تمھین اسی لیے دی گئی ہے۔ اگر کوئی حکم تمھاری قوت
فرمان برداری سے زیادہ ہو تو اخلاق تمھین جلاوطنی کی اجازت
دے سکتا ہے نہ شمشیر کے ماند مین رہنے کی نہ قتل و خون ریزی کی۔
نہ بدامنی اور فساد کی۔ ہر مذہب کی کتابون کو پڑھ جاؤ۔ جتنے روحانی
بادشاہ ہوسے۔ قانون ملکی کو اپنی حمایت مین دیکھا تو رہے۔ ورنہ جلا
وطن ہوسے۔ قتل و غارت گری کس نے روا رکھی۔ فساد و بدامنی کو کس
نے جائز کیا۔ کیونکہ یہ کوئی انصاف نہین کہ حکم بادشاہ سے ناراض تو
تم ہو اور نقصان کرو اپنے ملکی بھائیون کا۔ کیا کانٹے بوکر کبھی تم نے اچھے
پھل توڑے ہین۔

اے لڑکو! ہم تمھین اخلاق کا ایک گُر بتاتے ہین کہ تم رعایا بن کے
سلطنت کرو۔ پہلے تم اخلاقی صفات سے اپنے کو آراستہ کرو تاکہ سارے
قانون جرایم سے تم [illegible] جب تم قانون سے باہر ہوسے تو تم آزاد
ہوسے۔ پھر بادشاہ وقت کے دل مین قدر و منزلت پیدا کرو تاکہ یہ تمھارے
دل مین بادشاہ کی محبت کا تخم بوئے۔ یہ تخم پھول پھل کر تمھین بادشاہ کا
جان نثار بنا دے گا۔ تم اُس کے ایسے جان نثار بنو کہ بادشاہ کی قدر
دانی تم پر جان قربان کرے۔ تم بادشاہ کے ہو جاؤ اور بادشاہ تمھارا۔

جب بادشاہ تمہارا ہوا تو سلطنت تمہاری ہوئی۔ جیسے ہم کہین کہ یہ مکان تمہارا اُس کی یہ آرائشین تمہاری صحن باغ تمہارا اور اُس کے یہ گل وگلزار تمہارے لیکن تم ہمارے تو نتیجہ کیا نکلا یہی تاکہ سب کچھ ہمارا۔ پس ایسا ہی بادشاہ کو اپنا بنالو۔ مگر یہ بادشاہ کے ساتھ دل مین کینہ رکھکر خوشامدانہ برتاؤ یا اخباری دباؤ سے نہین ہونے کا۔ ہان اخلاق سے اور اخلاقی قوت ہی سے ہوسکتا ہے۔ اگر تم بادشاہ سے یا قانون سے ناراض رہو گے تو اپنی آگ مین آپ جلتے رہو گے۔ تم رعایا ہو کر بادشاہ کا کیا کرلوگے "کم زور مار کھانے کی نشانی" مثل مشہور ہے۔ اگر تم بادشاہ سے قوی ہوتے تو تمھین بادشاہ نہ ہوتے اس لیے تم بادشاہ سے اور اُس کے قانون سے راضی رہو اور دل سے راضی رہو۔ مگر بادشاہ بھی انسان ہی ہوتا ہے اُس سے بھی بھول چوک ہوسکتی ہے۔ اُس سے نہین تو اُس کے کارکنون سے ہوسکتی ہے تو اگر تمکو اُس سے کوئی تکلیف پہونچے تو ادب کے ساتھ اُس کو بادشاہ تک پہونچاؤ۔ ادب کی قوت اور صفت تم کو اسی لیے دی گئی ہے تم اپنی گذارش [illegible] کرو مگر مخاصم بن کے نہین وفادار بن کے۔ بادشاہ بھی پتھر کا نہین ہوتا۔ رعایا ہی کے وجود سے بادشاہ ہے۔ یہ نہین تو وہ نہین۔ وہ بھی تمہارا ہو کر تمہاری سُنے گا جلد سنے یا بہ دیر اگر وہ اپنے بہی خواہ کے فریاد پر کان نہ دھرے گا تو وہ تم سے زیادہ اپنا کھوئے گا۔ اگر کوئی اس خیال سے بادشاہ سے

ناراض ہو کہ بادشاہ ہماری ہی قوم کا ہو تو تم سمجھو کہ اسکے معنے کیا ہوسے یہی تاکہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری قوم ہمارے ہی ملک مین رہے اور کسی ملک مین اُس کا وجود نہ پایا جائے کیونکہ ساری دنیا مین ایک ہی قوم بادشاہ ہونا ناممکن۔ پھر اُس کی قوم ہر ملک مین ہوگی تو ہر ملک مین وہ اسی کی خواہشمند ہوگی کہ ہماری ہی قوم بادشاہ ہو تو یا تو ہر ملک مین اُسی کی قوم کا بادشاہ ہو یا ہر ملک سے وہ نکل جائے۔ اگر یہ خواہش ہو کہ صرف ہندوستان مین ہمارے قوم کی بادشاہت ہو اور جگہ نہین اور جگہ ہماری قوم کے لوگ محکوم ورعایا رہین تو کسی خاص سلطنت پر کسی کو دعوے کی وجہ اور جو اپنے لیے وہ پسند نکرے اُسے اپنے ہم قوم کے لیے جو دوسرے ملکون مین ہون پسند کرنیکی وجہ سلطنت ایسے بچون کی سی خواہش سے نہین ہوتی جو سلطنت کے لایق ہوتا ہے وہ سلطنت کرتا ہے۔ جو قوم محکومی روا نہین رکھتی وہ قوم کو فنا کرنا چاہتی ہے کیونکہ اُس کو بہ این خیال دوسرے ملکون مین جانا روا نہ ہوگا۔ اس سے قومی تجارت قومی ترقی تبادلہ [illegible] ترقی ایجادات واختراعات بلکہ قوم کی ساری گرم بازاری بند ہو جائے گی اور بالآخر وہ قوم تباہ ہو کر رہے گی۔

جس قوم کی اخلاقی قوتون نے نشو ونما پایا اور اُس نے تمام قوتون کا صحیح استعمال کیا اُس پر اُسی حد تک علوم وفنون اور ساری ترقیون کے

دروازے کھل گئے جو انسانی قوتون پر حکمران ہوتا ہے وہ بالآخر انسان پر بھی حکمران ہو جاتا ہے۔ ساری قوم کی ترقی اور سلطنت کا راز یہی ہے۔ پہلے اُنھون نے لایق بنایا پھر خواہش کی۔

یاد رکھو سلطنت انسانیت واخلاق کی سلطنت ہے اور ترقی انسانیت واخلاق کی ترقی ہے۔ لوگون نے آج کل محض غلط سمجھا ہے کہ بغیر آزادی کے ترقی نہین ہو سکتی اور آزادی بغیر اپنی سلطنت کے میسر نہین ہو سکتی وہ رعایا ہونے کو غلامی سمجھتے ہین۔ کہ دوسری قوم کی ماتحتی مین رہنا غلامی ہے اور ماتحتی سے نکلنا آزادی یہ خیالات اُن کی آزادی سے غلط معنی سمجھنے سے ہوئے ہین۔ تم یہ سمجھو کہ جو کوئی بھی ہو وہ ضرور کسی قانون کا ماتحت ہوگا وہ قانون اُسکی قوم کا بادشاہ بنائے یا غیر قوم کا پھر وہ ماتحت تو بہر حال ہوا آزادی کیا ہوئی۔ ایسے خیالات تو خواہشون کے جال ہین۔ آزادی کے معنے خواہش کے پیرو ہونے کے ہین خواہشون کا پیرو خواہشون کا غلام ہے آزادی کے معنے خواہش نفسانی کے جبل سے نکل جانے کے ہین جو خواہش نفسانی کے جبل سے نکلا وہ کسی کا ماتحت نہین، وہ قانون کے حد سے نکل گیا جسپر قانون کی کوئی دفعہ نہین لگ سکتی۔ اگر تم شراب پیون چوری زنا ظلم کے نزدیک نہین جاتے تو ان قانون کے دفعات تمھارے لیے نہین۔ اِسلیے تمھاری پاک باطنی کی زندگی تمکو آزاد

بناتی ہے کہ تم قانون سے نکل گئے چاہے قانون کسی قوم کا ہو۔ آزادی
اصل مین یہ آزادی ہے۔ خواہش نفسانی کے پاگل خانہ کا پاگل کہ
جو زبان پر آئے وہ بول دے جو چاہے وہ کر گذرے جو قلم سے نکلے
اوسے اخباروں مین لکھ مارے۔ اوسے پاگل آزاد کیون
کہو۔ ایشیا ہو یا یورپ جہان کہین نفسانی خواہشون کی گرم بازاری
ہو اور اخلاق کی سرد بازاری تو یہ نہ سمجھو کہ وہان آزادی ہے اور
اُنھین آزادی کا سکون و اطمینان حاصل ہے۔

غرض اپنی اصلاح کرو اپنی اصلاح مین لگے رہو یہی اخلاق کا اصول
ہے۔ دوسرے کی اصلاح جو تمھاری قدرت سے باہر ہو تم پر ضرور
نہین۔ تم ساری دنیا کے ساری قومون کے ساری سلطنتون کے
کفیل نہین۔ یہ روشن ہے از روے اخلاق بادشاہ اور سلطنت
کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کی۔

المختصر احکام شاہی کی بجا آوری یہ شاہی حق ہے۔ یہ خدائی
حق ہے۔ اور اُسکی خلاف ورزی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہے
مگر ہان اُسی حد تک کہ مذہب مین خلل نہ پڑے کیونکہ جوش مذہبی
تمام نقصانون کی کچھ پرواہ نہین کرتا اور جان کی قربانی کو ثواب اور
خدائی حق سمجھتا ہے۔

اے لڑکو مین نے جو کچھ تمکو سمجھایا ہے خوب سمجھ لو کیونکہ اِس

ہر رکن کی نسبت بھی امتحانون مین تم سے سوالات ہوا کرین گے۔

مثلاً اطاعت۔ فرمانبرداری۔ اخلاص۔ بھی خواہی۔ راد خواہی سلامت روی وغیرہ وغیرہ صفات مین سے کسی صفت کی نسبت سوال ہوگا کہ یہ کونسی صفت ہے بادشاہ کی نسبت کے ساتھ اسکے فرائض کیا کیا ہین اور اسکا بے راہ ہونا کیا ہے۔ اور اس سے کیا کیا فوائد اور نقصان مترتب ہوتے ہین۔ یا بادشاہ وقت کے کیا کیا حقوق تمپہ ہین اور اُنکی ادائیگی مین تمکو کن کن صفات کو کام مین لانا ہوگا اور پھر اسکا سلسلۂ اخلاق کیا ہے۔ سوال حسب لیاقت کلاس کے ہوگا۔

رکن پنجم۔ قوم و ملت کا حق

پانچوان رکن۔ قوم و ملت کا حق ہے۔ تم قومی جہاز کے ایک مسافر ہو۔ اگر جہاز ڈوبا تو تم ڈوبے اگر جہاز والے لڑ مرے جب بھی جہاز تہ و بالا ہوکر ڈوب جائے گا۔ تمھاری خیر اسی مین ہے کہ جہاز اور اہل جہاز کی خیر مناؤ اور قوم و ملت کا حق پہچانو اور اُنکو سنبھالو۔ شخصی اور خاندانی ترقی اور بہبود کا وسیع تر دائرہ قومی ترقی اور بہبود ہے۔ قوم کی ٹرین مین تم اور تمھارا خاندان بمنزلہ اک کمپارٹمنٹ یا ایک سیلون کے ہے۔ ٹرین تباہ ہوئی اور ریل ٹوٹنے سے کسی دریا مین جا پڑی تو نہ فرسٹ کلاس بچے گا نہ سکنڈ کلاس

نہ ڈرائیور بچیگا نہ گارڈ یون سمجھ لو قومی تباہی آئی تو نہ لیڈر بچین گے نہ واعظ واسپیکر۔ ہر متنفس کی خیر اسی مین ہے کہ یہ ٹرین نہ اور قومون کی ٹرین سے ٹکرائے نہ اسی مین جوش وہمت کا اسٹیم کم ہو اور نہ یہ اخلاق لائن سے آوٹ لائن ہونے پائے اور یون ترقی کے اسٹیشنون کو طے کرتی ہوئی منزل پر پہونچے۔

یہ عجب مہتم بالشان رکن ہے۔ آج جہان ترقی کے آثار پائے جاتے ہین وہ صرف اسی رکن کی اصلاح کے پھول پھل ہین۔ اگر کوئی قوم سارے ارکان کی اصلاح کے ساتھ ترقی کرے تو دنیا بہشت ہو جائے گی۔ اور بہشت کے لیے مرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔

تربیت کے لیے یا یون کہو کہ انسان کو انسان بننے کے لیے بہترین صحبت سے بہتر کوئی چیز نہین جسطرح انسان فطرتاً مجبور ہے کہ وہ صحبت کے اثر سے متاثر ہو اُسی طرح وہ فطرتاً مجبور ہے کہ اپنے ہم قوم کی صحبت کا بھوکا اور پیاسا ہو۔ اسلیے اگر تم بگڑے اور قوم نہین بگڑی تو صحبت کی قوت سے تم سنور جاؤ گے لیکن اگر تم ہزار بنے اور قوم بگڑی ہی رہی اور اُسکے اخلاق و اطوار گڑے ہی رہے تو یا تو بے خبری سے تم بھی بگڑ جاؤ گے اور تمکو بھی ناک کٹا کر نکٹون مین شامل ہونا پڑے گا۔

پہلے قوم کے معنے سمجھ لو۔ اصطلاحاً اسکے دو معنے ہین ایک تو

ظاہری ہونے اور اپنے ہیچون کے لیے غیر قومون کو دھوکا دہی سے خوش کرنے کے لیے ہے۔ اور ایک حقیقی معنے مین جو عملاً ہمیشہ سے ہر قوم اور ملک مین جاری رہا۔ اور آج اس روشن زمانہ مین بھی اسی معنے مین عملاً برتا جاتا ہے۔

ظاہری معنے قوم کے ایک ملک مین رہنے والے کے ہین جیسے ہندوستانی ایک قوم ہین۔ یوروپین ایک قوم ہین۔ افریقہ کے باشندے ایک قوم ہین۔

حقیقی معنے قوم کے ایک مذہب رکھنے والے کے ہین۔ ہندو ایک قوم ہین مسلمان ایک قوم ہین عیسائی ایک قوم ہین۔

اس روشن زمانہ کی ڈکشنری مین بھی دیکھو۔ کیا یورپین اقوام اک قوم سمجھے جاتے ہین کیا انگلش مین اور ٹرکش مین یورپ کی دو آنکھین سمجھی جاتی ہین کیا دونون کا تمدن دونون کی معاشرت دونون کی زبان ایک ہے اور دونون کے حقوق سارے یورپ مین مساوی سمجھے جاتے ہین اسی طرح کیا ہندو یا مسلمان نے اسپیچون کو چھوڑ کر ہندو مسلمان کو ہندوستانی کی دو آنکھین سمجھا کیا اقوام ہندوستان کا تمدن معاشرت زبان ایک ہے اور سب کے حقوق مساوی سمجھے جاتے ہین۔

اسلیے قوم کے لفظ کو مین نمایشی معنے مین استعمال نہین کرتا کیونکہ

اخلاق منافقانہ بول چال کی اجازت نہین دیتا۔ مین نے قوم کے وہی
معنے لیے ہین جو عملی ہے۔ اس رکن مین قوم کے معنے ملت کے ہین
یعنی ہم مذہب۔ بولنے کے لیے تو ہے کہ مذہبی تقسیم کچھ نہین مگر حقیقت
مین کوئی دنیا مذہبی تقسیم سے خارج نہین اگرچہ وہ کسی مذہب کی
پابند نہ بھی ہو۔

اسلیے ہر ہندو پر چاہے وہ کہین ہو۔ ہندؤن کی ہمدردی اور
ہر مسلمان پر چاہے وہ کہین ہو مسلمانون کی ہمدردی اور ہر عیسائی
پر چاہے وہ کہین ہو عیسائیون کی ہمدردی فرض ولازم ہے۔

حقیقت مین کامیابی اسی پر منحصر ہے۔ صرف تم بھلے ہوے تو
ایک چنا بھاڑ نہین پھوڑ سکتا۔ قوم بھلی ہوئی تم آپ بھلے ہوجاؤگے
تم آپ اپنی بھلائی چاہو تو ایک سے کیا ہو سکتا ہے۔ اگر قوم ہر فرد
کی بھلائی چاہے تو دس کے چاہے کیا نہین ہو سکتا۔

جس قوم کی تم ایک فرد ہو۔ جس کل کے تم ایک جزو ہو وہ کل
ہی تو تم بنے وہ بگڑ [illegible] اُسکے وجود سے تمھارا وجود ہے
وہ نہین تو تم نہین کل نہین تو جزو نہین جیسے تم نہین تو تمھارا کوئی عضو
بھی نہین۔ اس لیے قومی حفاظت تمکو شخصی حفاظت سے زیادہ
مقدم اور ضروری ہے۔

تم خود دیکھ لو۔ جس ملک مین قومی ترقی کا خیال ہے اُس کا

ہر فرد خوشحال ہے مطمئن ہے اور زیادہ اوصاف کا مالک ہے اور
جہان کسی کو قومی ترقی کا خیال نہین وہان دولت کے ساتھ افلاس
ہے اور علم کے ساتھ نکبت اسلیے تمھارا فرض ہے کہ قومی ترقی مین
اپنی جان کھپاؤ کہ جان بچے اپنی دولت لٹاؤ کہ دولت ہاتھ آئے۔ اپنا
چین و آرام تلخ کرو تاکہ تمکو اور تمھاری نسل کو چین اور آرام نصیب ہو۔
یہ سارے حقوق وہ ہین جو ظاہرا تمھاری ذات سے متعلق نہین
معلوم ہوتے مگر حقیقت مین یہ سارے حقوق تمھاری ہی ذات سے
متعلق ہین کیونکہ تمنے سمجھ لیا ہوگا کہ ان سارے حقوق کے ادا کرنے یا
نہ کرنے کا نفع و نقصان تمھاری ذات ہی سے وابستہ ہے۔

جس درخت کے تم ایک پھل ہو۔ جس ٹرین پر تم سوار ہو جس
جہاز پر تم اپنی زندگی کا سفر کر رہے ہو اُسکو ضائع ہونے نہ دو برباد
ہونے نہ دو ورنہ تم خود تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ ایسا ہی تعلق تم کو
قوم کے ساتھ ہے۔

اگر تم نے اپنے صفات کو جو خدا نے تمھین دیے ہین مثلاً ہمدردی
اتفاق۔ حب قومی۔ بھی خواہی۔ دلسوزی غمخواری مدد کرنا۔
کوشش کرنی۔ ڈوبتون کو سنبھالنا۔ بھلائی کرنا۔ علے ہذا القیاس
تمام صفتین تمکو اسی لیے دی گئی ہین کہ تم اُنکو راہ پر لگاؤ۔ اور قوم کے
ساتھ اپنے معاملات درست کرو۔ اور قوم کے حقوق سے ادا ہو کر

نجات حاصل کرو۔

اِس رکن کی نسبت بھی امتحانون مین میرا سوال ہوا کریگا کہ تمھارے کون کون سے اوصاف قوم کے متعلق ہین کہ قومی حقوق کی ادائیگی کے کام مین آتے ہین۔ اُن اوصاف کی جگہ پر صرف ہونے سے کیا کیا منافع اور بے جگہ صرف ہونے سے کیا کیا نقصان پہونچ سکتے ہین۔ یا کسی ایک صفت کی نسبت سوال ہو کہ ہمدردی بلحاظ قوم کے کہان پر ہے بیجا کہان پر ہے۔ اُسکے بجا صرف ہونے سے کیا کیا فوائد ہین اور بیجا صرف ہونے سے کیا کیا نقصان۔

رکن ششم

چھٹوین۔ جس گھر مین رہتے ہو گھر والون کا حق۔ پھر پڑوس والونکا حق جن سے تم سے ناگزیر واسطے ہین۔ پھر بستی والون اور شہر والون کا حق۔ جہان تم رہتے ہو۔ پھر اُس ملک کا حق جس ملک کے تم رہنے والے ہو۔ اور اُن اقوام کا حق جن اقوام کے ہمدوش ہو۔ اور جنسے تم سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پھر اہل دنیا کا حق یعنی انسانی حق۔ پھر حیوانات و نباتات کا حق۔

تم غور کرو تو معلوم ہوگا کہ سب سے چھوٹا دائرہ جس سے تم گھرے ہوے ہو وہ تمھارا گھر ہے اور تمھارے گھر والے۔ اُس سے بڑا دائرہ پڑوس اور محلہ کا ہے۔ اُس سے بڑا شہر اور اہل شہر کا ہے اُس سے

بڑا ملک اور اہل ملک کا ہے اُس سے بڑا ابناے جنس اور اہل دنیا
کا ہے اُس سے بڑا دائرہ حیوانات و نباتات کا ہے جو خشکی و تری
جنگل اور آبادی سب کو شامل ہے۔

یہ چھ دائرے ہین اور سب کے مرکز تم ہو سب کے حقوق تمپر
ہین۔ جو جتنا قریب اُسکا اثر بھی تم سے قریب اس لیے اُسکا حق
بھی اُتنا ہی قوی تر۔

تاکہ ان سب دائرون کی نسبت صحیح طور پر واضح ہو کہ تمھارے
ساتھ کیا ہے اور کس درجہ ہے اور کون مقدم اور کون مؤخر ہے
اسلیے مین نے اس ایک رکن مین چھوٹون حقوق کو بیان کر دیا اور
ہر ایک دائرہ کو الگ الگ رکن قائم کرکے نہ لکھا۔ اب ذرا پہلے
دائرے کو دیکھو۔ گھر کا حق ہے اور گھر والون کا حق ہے۔

گھر مین اگر آگ لگ جائے گھر جلیگا۔ اسباب جلیگا۔ اور خوش
نصیبی ہوگی اگر تم اور تمھارے گھر والے بچ جائین۔ گھر نہ جلے گھر گر پڑے
جب بھی یہی دن۔ اسلیے تم کو گھر کا خیال ضرور ہے۔ اُسکی حفاظت
ضرور ہے۔ اُسکی مرمت ضرور ہے۔ تمھاری روح تمھارے جسم
مین ہے تو جسم کی کیسی حفاظت کرتے ہو اور علاج معالجہ مین کتنا صرف
کرتے ہو ویسے ہی سمجھو کہ تم اور تمھاری جان سے عزیز جانین۔ گھر مین
ہین تو گھر بھی بمنزلہ تمھارے اک جسم کے ہے۔ اسلیے گھر کا لحاظ و خیال

اپنا لحاظ وخیال کرنا ہے۔

اگر گھر کی ہوا بگڑ جائے تو تم سانس تو اُسی ہوا سے لوگے اسلیے گھر کی ہوا کا خیال کرو۔ مکان ہوادار ہو کہ ہوا بدلتی رہے۔ گھر مسموم ہو جائے جیسے پلیگ سے تو مکان کو ڈس انفکٹ کرو کہ زہریلے کیڑے مرین جیسے سانپ کو گھر مین دیکھتے ہو تو مار ڈالتے ہو۔ اگر نہین مار سکتے تو مخدوش جگہ سے دوری اختیار کرتے ہو ویسے ہی پلیگ کے زہریلے کیڑے سے بمجبوری دوری اختیار کرو۔

اب گھر والون کو دیکھو۔ گھر مین والدین بچے اور اقران ہین تو اُنکا حق تو تم پڑھ چکے۔ رہے نوکر چاکر اور ماما ئین تو اُنکا حق بھی اقران ہی کا جیسا سمجھو۔ ان مین سے کوئی اگر دکھ درد سے کراہے تو کیا تمھین چین آئے گا۔ کیا تمھارا دل اُسی طرح نہ دکھے گا جیسا کسی عزیز کے درد سے دکھتا ہے کیا تم اِن کے دکھ درد مین اُسی طرح اِن کے کام نہین آتے جیسے کسی عزیز کے کام آتے ہو۔ یہ کیون اسی لیے کہ ان کا تم پر حق ہے۔ اسی لیے تمھاری فطرت اور تمھارے اخلاقی صفات تمھین مجبور کرتے ہین کہ اُنکی کراہ سے تمھین نیند نہین آتی تو ان صفات کی پرورش کرو ضایع نہ ہونے دو۔

اب دوسرے دائرے مین آؤ۔ پڑوس والون کا حق جنسے تمسے ناگزیر واسطے ہین۔

پڑوس والون پر آفت آئی توکیا تم بچ جاؤ گے۔ پڑوس مین آگ لگے توکیا تمھارے گھر کو خطرہ نہین۔ پڑوس مین لوٹیرے آگئین توکیا تم اپنے گھر سے مطمئن رہوگے۔ پڑوس کی ہوا بگڑی توکیا وہ ہوا تمھارے گھر نہ آئے گی پڑوس مین سیلاب آئے گا توکیا تمھارے گھر کو پہچان کر چھوڑ جائے گا تو سمجھ لو کہ حیات و موت خوشحالی اور بدحالی رنج وراحت سب مین تم پڑوس والون کے شریک اور حصہ دار ہو۔ تو جیسا گھر کا اور گھر والون کا تم پر حق ہے ویسے ہی پڑوس کا اور پڑوس والون کا تم پر حق ہے۔

اب تیسرے دائرہ مین آؤ۔ بستی والون کا اور شہر والون کا حق جہان تم رہتے ہو۔

سارے شہر کو پوری ایک کشتی سمجھو۔ تمھارے کمپارٹمنٹ مین پانی دریا کا نہین چڑھا اور یہ بھی مانا کہ تمھارا کمپارٹمنٹ بالکل آرام کی چیزون سے آراستہ اور محفوظ ہے مگر کشتی بھنور مین پڑی تہ و بالا ہوئی توکیا پانی تمھارے کمپارٹمنٹ مین نہ آئے گا اور اگر کشتی اولٹ گئی توکیا تمھارا کمپارٹمنٹ بچ جائیگا اور تمھاری جان سلامت رہ جائے گی۔

تم خوب سمجھتے ہو کہ کشتی کی خیر سے کشتی والون کی خیر ہے بس اسیطرح سمجھو کہ شہر کی خیر سے شہر والون کی خیر ہے۔ تمھاری بھلائی شہر کی

بھلائی کے ساتھ وابستہ ہے۔

اِن سب دائرون کا تعلق اپنے ساتھ ایسے ہی سمجھو کہ بنیائن پر قمیص ہے قمیص پر شیروانی اور شیروانی پر اُورکوٹ۔ اُورکوٹ مین آگ لگی تو نہ شیروانی بچے گی نہ قمیص نہ تم ہی۔ ویسا ہی سمجھو شہر غارت ہو لوٹا جائے تو نہ محلہ بچے گا نہ تمھارا گھر نہ تم۔ اِسلیے جو حق محلہ اور پڑوس کا تمپر ہے۔ وہی حق اہل شہر کا تمپر ہے۔

ابچوتھے دائرے مین آؤ۔ اُس ملک کا حق جس ملک کے تم رہنے والے اور اُن اقوام کا حق جن اقوام کے ہمدوش ہو اور جنسے تم سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

جس ملک مین رہتے ہو۔ جہان کی آب وہوا مین پرورش پاتے ہو اور جہان زندگی بسر کرتے ہو اُس کا تم پر حق ہے اُسکی زمین جوت کر اور بو کر غلہ پیدا کرو۔ اُسکی پیداواری سے پیٹ پالو۔ اُسکے پانی سے پیاس بجھاؤ۔ اُسکی ہوا سے سفر اور حضر مین سانس لو۔ تو کیا یہ انصاف ہے کہ اُسکے ان احسانون کا کچھ معاوضہ نہ دو۔ اُسکی آبادی اُسکی ترقی اُسکی آراستگی مین کوشش نہ کرو۔ تمکو کبھی زیبا نہین کہ اُسکو ویران کرنے اُسکو خون آلودہ کرنے اُسمین فساد اور خرابیان پھیلانے کے تم مرتکب ہو۔ جسکی گود مین رہو سہو اُسی کی آنکھین پھوڑو عقل اور کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہوسکتا۔

یہ ملک تمھارا گھر ہے اور تمھارا گھر اُسمین بمنزلہ اک کوٹھری کے
ہے تو سارے گھر کا بھلا چاہو جب تمھاری کوٹھری بچےگی۔
اگر تم نے ملکی ترقی کا۔ اُسکو آباد کرنے کا ریل کشتی تار برقی طرح طرح
کے کارخانون طرح طرح کی عمارتون سے اُسکو آراستہ کرنیکا خیال
نہ کیا اور اُسکو اُجڑ جانے دیا تو اُسکی زمین کو تو نہ کھاجاوٴگے۔ اُس کی
آب و ہوا کو تو نہ پی جاوٴگے اُسکا کیا کروگے تم آپ گھاٹے مین رہوگے
تم اپنی ذات سے سوطرح آرام مین رہو مگر ملک اچھے حال مین نہین
تو ایک دن تم آرام سے نہ رہ سکوگے۔ اور تمھارا سارا آرام تمسے
چھن جائےگا یہ نہ سمجھو کہ ملک سے تمھین کو فائدہ اُٹھانے کا حق حاصل
ہے بلکہ ملک کا بھی تم پر حق ہے اور اُس سے زیادہ کیونکہ تم اُسکی
بھلائی کے محتاج ہو اور وہ تمھاری بھلائی کا محتاج نہین۔
اُسی طرح اُس ملک مین رہنے والی قومون کا تم پر حق ہے جنسے
تم سے چولی دامن کا ساتھ ہے اگر ان قومون کا کوئی تمھارے گھر مین
تمھارے پڑوس مین ہے تمھارے محلہ مین ہے تمھارے شہر مین ہے
تو اُن کے حقوق کی نسبت تو تم پڑھ چکے کہ ان صورتون مین ان کے
حقوق بلا لحاظ قومیت کے تم پر ہو جائینگے۔ لیکن وہ اقوام جو سارے
ملک مین جیسے سارے ہندوستان مین ہین جنسے تم سے ملکی مصالح
کے تعلقات ہین۔ ان تعلقات کے سبب وہ بمنزلہ تمھاری اپنی قوم

کے ہین۔ انہین اپنی قوم سمجھو۔ اِن کے فائدے اور نقصان سے
تم اُسی طرح وابستہ رہو جیسے اپنی قوم کے فائدہ ونقصان سے
فرق سوا اِس کے کہ اُن کا حق مقدم ہے اور ان کا مؤخر
اور کچھ نہین جسطرح اپنی قوم کی تباہی سے تمھاری تباہی ہے
اُسی طرح تمھارے ساتھ کی قومون کی تباہی سے تمھاری تباہی
ہے۔ اگر وہ بگڑین گے تو تمھارا بگڑنا ضرور ہے اور وہ بن گئے تو
تمھارا بنا بھی ضرور تو ان کے حقوق کو پہچانو ان کے ساتھ محبت
ہمدردی دلسوزی غمخواری اعانت اور ہرطرح کے سلوک کے
ساتھ پیش آؤ۔

کیا ان کی تکلیف سے تم اپنے دل مین تکلیف نہین محسوس
کرتے کیا اکثر تم ان کی راحت و رنج کو اپنی راحت و رنج
نہین سمجھتے یہ کیون اسی لیے کہ ان کا تم پر حق ہے اور نور اخلاق
تمھین ادائے حقوق پر مجبور کرتا ہے۔ تو ایسے صفات کو جنسے
تم ان حقوق [illegible] ہو تباہ ہونے نہ دو بلکہ سیچتے رہو کہ
یہ ایک دن پھولین پھلین اور ہندوستان کو ایسے مختلف
پھولون اور پھلون کا باغ بنائین جسکی مثال دنیا مین
نہ ملے۔

اب پانچوین دائرے مین آؤ۔ اہل دنیا کا حق یا انسانی حق۔

اگر یہ معلوم ہو کہ یہ زمین کسی ستارے سے ٹکرانے والی ہے تو تمھین کیا بے چینی ہو گی کیون ؟ اسی لیے تاکہ دُنیا نہین تو تم نہین۔ اس سے سمجھو کہ دُنیا کے ساتھ تمھارے کیسے تعلقات ہین۔ اور کیون نہ ہو۔ تم ارضی مخلوق ہو تمھارا وجود مٹی کا ہے۔ اور پھر اسی مٹی مین ملتا ہے اس کا ساتھ تو جینے پر بھی مرنے پر بھی۔ اور چوبیس گھنٹے سفر مین بھی۔ حضر مین بھی۔ اس زمین پر کہین غلہ پیدا ہو جب تم پر قحط پڑتا اور بھوکون مرتے ہو۔ تو سارے ملکون کا غلہ تمھارا پیٹ بھرتا ہے۔ تمھارے ملک مین ضروریات کی چیزین نہ ہون تو غیر ملکون سے آتی ہین اس لیے سارے ممالک یعنی ساری دُنیا کی بہتری تمھین منانی پڑی۔ علوم و فنون کے ذخیرے سارے ممالک مین پھیلے ہوے ہین اس لیے کسی ملک مین ترقی و ایجادات ہون تم تبادلہ علوم و فنون سے مستفیض ہوتے ہو۔ اس سے سمجھو کہ تمھاری جسمانی زندگی یا عقلی زندگی محلہ اور شہر سے نہین صرف اپنے ملک سے نہین بلکہ دُنیا سے وابستہ ہے۔

اسی طرح دنیا مین کسی ملک مین کسی قوم کا کوئی اہل کمال ہو

تمھارا دل عزت کرتا ہے اور تمھارا دل عزت کی محبت سے مملو ہوتا ہے۔ کسی ملک مین کسی شہر مین سیلاب آئے یا کسی طرح کی آفت آئے چاہے کسی قوم پر تمھارا دل دکھتا ہے تم چندے کرتے ہو۔ اور وہ مال جو تم نے سو مصیبتون سے جمع کیا تھا خوشی سے اُن کی مدد مین صرف کرتے ہو یہ کیون اسی لیے کہ انسان ہونے کے سبب ابناے جنس کا حق تم پر ہے۔

اگر کسی روسی ہی کو دیکھو کہ بھوکون مر رہا ہے۔ مرتے دیکھ کر تمھارا دل کڑھے گا اور ایسے حال مین تم اپنا کھانا تک اُس کے سامنے خوشی سے لاکر رکھو گے اور خود دوڑ کر پانی پلاؤ گے کہ اُس کی جان بچے اور اس خدمت کی تمھارے دل مین اتنی خوشی ہو گی کہ اِس کے بدلے تم سارے بہشت کے دعوے دار ہو جاؤ گے اور تمھارے وا[illegible] ایسے کامون پر تمھین پیار کرین گے اور تمھارے عزیز دوست احباب اور سب تمھاری عزت کرین گے یہ آخر کیون؟ اسی لیے تا کہ تم نے انسانی حق اور انسانی ہمدردی کا حق ادا کیا۔

اِس سے تم نے سمجھا ہو گا کہ تم پر انسانی حقوق ہین اور

بلا شبہہ ہین کیونکہ تم کو ایسے صفات دیے گئے ہین کہ انسانی حقوق اور انسانی ہمدردی کے کام آئین۔ تو صرف رحم ہی نہین بلکہ اپنے سارے صفات جو بنی نوع انسان مین تم صرف کر سکتے ہو اُس مین دریغ نہ کرو ورنہ تم مجرم ہوگے نہ صرف اسیلئے کہ تم نے اپنے صفات کا حق نہ ادا کیا بلکہ خدا کے بھی کہ خدا کی دی ہوئی صفتون کا حق جو فطرتاً اُسنے لازم کیا تھا نہ ادا کیا۔

اب چھٹوین دائرے مین آؤ۔ حیوان و نباتات کا حق۔

فرض کرو کہ دنیا سے حیوانات اور نباتات کا وجود اُٹھالیا جائے تو یہ بتاؤ کہ تمھارا وجود رہے گا۔ گوشت ملے گا؟ سواریان ملین گی؟ تجارت کر سکوگے؟ زراعت کر سکوگے؟ حیوان کے بغیر تم گذارہ کس طرح کروگے یہ کہو۔ اسیطرح اگر نباتات نہ ہون تو کھاؤگے کیا؟ رہوگے کہان؟۔ کیا کاٹھہ کے بغیر تم اپنی ضروریات رفع کر سکتے ہو نباتات نہ ہون تو بیماریون مین اپنا معالجہ کس چیز سے کروگے۔

غرض تمھاری سیر و سیاحت حیوان سے اور وجہ رزق نباتات سے ہے اِس نے اِن دونون

افزائش کرتی ہے
جنسون کی تمھین قدر کرنی کافی ہے۔ جیسے یہ دونون مخلوق اپنی جان کھپاکر تمھاری پرورش کرتی ہین۔ تم بھی ان کی پیداوار مین جان کھپاؤ جس کے سایہ مین بیٹھو اُس کو کاٹ نہ ڈالو۔ جس جانور پر سوار ہوتے ہو اُس کے پاؤن مین کلہاڑیان نہ مارو۔ حیوان بے بس مخلوق ہے تمھارے رحم کی مستحق اور نباتات اُس سے زیادہ۔

تم نے ان چھوٹے دائرون کو سمجھا ہوگا۔ اور ہرایک کے تعلقات اور جس درجہ کے تعلقات تم سے ہین تم کو معلوم ہوا ہوگا۔ اور تم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ہرایک کے کیا کیا حقوق تم پر ہین۔

ان دائرون کے متعلق بھی تم سے سوالات امتحان مین ہوا کرینگے مثلاً ان دائرون سے تمھارے کن کن صفات سے تعلق ہے کن کن صفات کے فرائض انجام دینے سے تم اُس دائرہ کے جسکی نسبت سوال ہوگا حقوق ادا کرسکتے ہو۔ اگر تم اُن صفات کو بری طرح صرف کرو تو کیا کیا نقصان اُٹھاؤگے۔

ہر دائرہ کی نسبت مجملاً مین نے بیان کردیا۔ اور سوالات
کے کینڈے کو تمھین استاد مشق کرائین گے چونکہ یہ
کتاب طول ہوئی جاتی ہے اور لکھنا مختصر ہے۔ اس لیے
صرف اس مضمون پر ختم کرنا چاہتا ہون کہ اصول اخلاق اور
اُس کے ارکان اگر خیال کروگے تو دنیا تمھاری ورنہ کوئی تمھارا نہین

تمت

تقریظ

ملک وقوم فائدہ کے لیے جو سلسلہ اُردو رسالون کا مین نے شروع کیا ہی اوسی سلسلہ مین مین چاہتا تھا کہ ایک رسالہ حقوق وفرائض پر لکھون جسکی ضرورت میرے خیال مین تمام ضرورتون سے بالاتر ہی، مین اسی خیال مین تھا کہ میرے عزیز دوست حافظ سید محب الحق صاحب کا یہ رسالہ نظر افروز ہوا اور اُسنے مجکو محو تماشا کر دیا۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم   کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

اگر مین لکھتا بھی تو ایسے پاکیزہ خیالات، اور اِس طرح کے انداز بیان اور سب سے بڑھ کر اُس روحانی کشش اور دل آویزی سے جو حافظ صاحب کے مضامین کے ساتھ مخصوص ہی، لوگون کو فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملتا۔

خدا حافظ صاحب کی عمر دراز کرے اور اُنکے حال وقال سے فائدہ اُٹھانے کا عرصہ دراز تک لوگون کو موقع عنایت کرے اور اِس رسالہ کو شرف قبول عطا فرمائے جو اسکی علت غائی ہی۔

عبدالحی معتمد دفتر ندوۃ العلماء

لکھنؤ ۱۴- جولائی سنہ ۱۹۱۱ ء

تصحیح اغلاط کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۷	وقت	وقت	۳	۱۲	سکہلاوینگے	سکہلادینگے
۴	۸	وقتون	وقتون	۴	۱۶	سمجھے	سمجھ سے
۵	۱۷	اونہین سمجہو	اونہین اصول	۵	۱۸	دے	دے
۷	۶	چیز سے	چیز سے	۹	۱۰	پچھا	اچھا
۱۰	۱۸	جزئیات مطالعہ	جزئیات کا مطالعہ	۱۸	۱	قرابت ہو	قرابت
۲۱	۲	در	در	۲۱	۳	بربادہ	برباد
۲۱	۱۸	ہو یعنی ایسا	ہوگی یعنی کس	۲۲	۱۳	آپ کرتی ہو	آپ کرتی ہی
۲۴	۷	سے	سے	۲۴	۱۶	عاقبت	عافیت
۲۷	۱۸	عملاً ایسا	عملاً ایسا ہی بھی	۲۸	۱۱	نہ کرتے	نہ کرتی
۲۸	۱۱	ہو آئے ہوے	ہوسے ہوئے	۲۹	۱	گئے ہو	گئے رہو
۲۹	۹	احسان سلوک	احسان و سلوک	۲۹	۱۶	سہارے	سہارا
۲۹	۱۷	تمہار	تمہارے	۳۰	۵	اک شاخ ہو	تم اک شاخ ہو
۳۰	۶	نگاہ کرکے	نگاہ کرکے دیکھو	۳۰	۱۶	عضومین	کیا اک عضومین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۳	تمپر نہین	تم پر ہین	۳۶	۸	کاربار	کاروبار
۳۸	۵	نہ مشیر	نہ شیر	۳۹	۳	یہی تاکہ	یہی ناکہ
۴۰	۲۱	یہی تاکہ	یہی ناکہ	۴۰	۱۳	روا۔نہ ہوگا	روا نہوگا۔
۴۱	۸	اونکی ازادی سے	اونکی آزادی کے	۴۱	۱۲	ہونیکے ہین	ہونیکے نہین
۴۲	۴	پاگل	پاگل کہو	۴۳	۱۱	روشن	روش
۴۳	۱۶	ٹربن	ٹرین	۴۴	۱	گاڑد	گارڈ
۴۴	۳	نہ اسیمین	نہ اسمین	۴۴	۳	یہہ اخلاق	یہہ اخلاقی
۴۴	۴	اسٹسنون	اسٹیشنون	۴۴	۱۶	تویاتوبے خبری	توبے خبری
۴۵	۱۵	ہندوستانیکی	ہندوستانکی	۴۶	۹	پھیلے ہوے	پہیلے ہوے
۴۶	۱۲	قوم کی	قوم کے	۴۶	۱۲	قوی	قومی
۴۷	۳	قوی	[illegible]	۴۷	۱۵	ودلسوزی	دلسوزی
۴۵	۶	سوال ہو	سوال ہوگا	۴۵	۷	کے کہان پرہی	کے بجا کہان پرہی
۵۵	۵	ملتا ہے	ملنا ہے	۵۸	۱	کافی ہی	چاہیئے
۵۸	۱	افزایش کرتی ہی	افزایش کرنی چاہیئے	۵۸	۱۴	صفات سے تعلق ہی	صفات کو تعلق ہے

direction in the case of senior school boys who have arrived at years of intelligence. Knowledge is the outcome largely of personal study and reflection. What an individual thinks and ascertains for himself becomes his own. This book provides not merely materials for personal thought on high toned topics but materials too for class teaching and mutual discussion, and so can serve as the nucleus for helpful and ennobling intercurse. In short, it is in itself a kind of good companion.

After an introductory chapter on the nature of morality the authur proceeds to discuss its fundamental axioms, and then speaks in detail of the right foundations on which alone a superstructure of character can be raised viz., the discharge of duty. The diverse obligations that devolve on each individual are treated in succession. chapter after chapter, viz., his duty to God, himself, his parents, his sovereign and country, and his relationship to his family, relatives, fellow-citizens and fellow-countrymen, mankind and animate creation.

The book is written in a style quite suitable for use in the higher classes of schools, and if carefully taught and studied, should help to lead students on the threshold of manhood to regard moral principles as in no wise the expression of human caprice but rather the enunciation of eternal laws on the keeping of which both individual and social well-being depend.

April 27th 1911, } J. Ireland Hasler.

INTRODUCTION.

The author of this book on "Morality," Maulvi Hafiz Saiyid Muhib-bul-Hakk Saheb, bears a name well-known in Bankipore circles for his interest in matters educational and religious. In common with many others, and men too of varied faiths, he feels that the great weakness, if not danger, of a so-called secular system of education is the difficulty of properly and effectively conjoining with it instruction in morals. Now that hostels and boarding houses are becoming more and more numerous there is all the greater need for devising means for the development of character. Hence the writing of this book.

The Maulvi Saheb is of opinion that despite the existence of other treatises on this same subject there is yet room for an elementary manual on the lines of the present work—a manual that shall deal with the fundamentals of morality in as simple language as possible, and so shall be suitable for perusal and study in the higher classes of schools, and thus help to conduce to the making of manhood.

The objection may, however, be raised that for the successful inculcation of moral principles no amount of verbal teaching will suffice. To accept the author's own illustration, you may get parrots to pass an examination in the dangers attending the snare of the fowler, but such knowledge will not necessarily prevent them from becoming ensnared. If such is the case, why then write another book ? The Maulvi Saheb's reply is that whereas, morality is largely the outcome of companionship and society of the good, yet a book such as this which aims to stimulate thought and discussion on those great principles which lie at the basis of character can not but be helpful in this

A Short statement of the Contents.

1. Preliminary.
2. Morality.
3. Principles of Morality.
4. Elements of Morality.
5. First Element. — Duty to God.
6. Second Element. — Our duty to ourselves.
7. Third Element. — Duty to parents and relations.
8. Fourth Element. — Duty to the Sovereign, the Shadow of God.
9. Fifth Element. — Duty to the nation and the community.
10. Sixth Element. — Consists of six subjects with exercises.

[1.] Rights of the household.

[2.] Rights of neighbours.

[3.] Rights of the village & the town.

[4.] Rights of the country we live in, and of compatriots.

[5.] Rights of humanity.

[6.] Rights of animal and vegetable creations.

Bankipore
The 20th April 1911.

Muhib-bul-Hakk

students at schools and colleges in India, I have made an attempt to bring forth this short treatise on the subject based on general principles of ethics common to all religions and palatable to the natural sense of morality of the civilised world, without reference to the moral doctrines of any particular religion, keeping in view the policy of strict religious neutrality maintained by the Government of the country. My humble efforts in this short treatise have been to impress on the young minds of India the truth and value of moral principles and rules and the utility of their strict observance towards the making of the man—the man true to his own self, true to his family, true to his society and his country. I have devised a scheme for home-exercises and class-examinations which would develop amongst students a habit of thinking for themselves, which in its turn would lead them to regulate their life according to the dictates of the sense of morality thus engendered in them. Thus, this treatise is calculated to supply the heart-felt want of a book on moral education worth being introduced in schools and colleges, which would remedy the wide-felt grievance of want of moral training in the present system of education in the country.

I therefore venture to suggest that if the Government decide to introduce moral training as an independent subject in schools and colleges, this short treatise will, I hope, supply the want of a book on the subject, at least in the Urdu language, and encouraged by the reception given to it by those for whom it is solely meant, I may undertake to publish translations of the same in to other languages.

The following short statement of the contents of the book will show the bearing of the above remarks, and I hope my humble effort in this direction will prove of some service to the people and the Government.

PREFACE.

A system of education devoid of moral training, if not highly dangerous to society, is always deplorably defective, so far as the cultivation of moral stamina and building up of moral character is concerned. We find an illustration of this in the system of education now prevailing in India. The Indian youths for want of moral training are lacking in that strength of character which is the key-note of success in life, and without which they, despite the education imparted to them, do not come up to the expectations even of their parents. The education that the young Indians receive in Indian schools and colleges does not make them their own masters, able to control their actions by a moral force within, and they are, therefore, always apt to be led astray by even slight influence from without. This state of things, if allowed to continue any more, at a time when the want of such instruction has created feelings amongst the youths which are any thing but desirable, forebodes social as well as political dangers. The Government of the country, no doubt, have been forced, by the existence of various systems of religion here, to maintain a policy of strict religious neutrality in imparting education to the children of the soil, and it is this policy that is responsible for the want of moral training in the system of education obtaining in this country. It is high time, therefore, for the Government to consider whether moral education can be introduced in schools and colleges consistently with the policy of religious neutrality. I think it is quite possible in the present age to teach morality independently of religion.

Being prompted by a pressing demand of the time, as set forth above, to impart moral education to Indian